بچوں اور بچیوں کا پیارا رسالہ

مارچ 1972ء

ماہنامہ

خدام الاحمدیہ

ربوہ

(ایڈیٹر)
محمد شفیق قیصر

خلافت لائبریری ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بچّوں اور بچّیوں کا پیارا رسالہ

ماہنامہ تشحیذ الاذہان ربوہ

جلد ۱۵	امان ۱۳۵۱ھ ہش	مارچ ۱۹۷۲ء	شمارہ ۳

:- ایڈیٹر :-

محمد شفیق قیصر

:- معاون :-

منیر الدّین شمس

کتابت :- حمید الدین

سالانہ چندہ :- ۵ روپے	ہوائی ڈاک :- ۱۸ روپے
فی پرچہ :- ۵۰ پیسے	بحری ڈاک :- ۸ روپے

پبلشر :- محمد شفیق قیصر ٭ مطبع :- ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقامِ اشاعت :- دفتر تشحیذ الاذہان دارالصدر جنوبی ربوہ ٭ رجسٹرڈ نمبر ایل ۱۲۸ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یومِ مسیح موعود علیہ السلام

پیارے بچو! اللہ تعالیٰ کے حکم سے یہ دُنیا پیدا ہوئی اور اسی کے حکم سے دن رات کی گردش چلی آ رہی ہے۔ سورج کے نکلنے سے دن چڑھتا ہے اور جیسے جیسے سورج ڈھلتا ہے دن بھی اسی طرح ڈھلتا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ رات آجاتی ہے اور دن کی روشنی رات کی تاریکی میں چھپ جاتی ہے۔ جہاں تک اس نظام کا تعلق ہے سب دن ایک ہی جیسے ہیں ان میں کوئی فرق نہیں۔ عزیز بچو! اس پر آپ کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو گا کہ اگر سب دن ایک ہی جیسے ہیں تو پھر ہم بعض دنوں کو کیوں غیر معمولی اہمیت دیتے ہیں؟

پیارے بچو! اس میں کوئی شبہ نہیں کہ کائنات کے نظام کے مقررہ قانون کے مطابق سب دن ایک جیسے ہی ہوتے ہیں لیکن اس میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ خدا تعالیٰ کی مشیّت سے بعض دنوں کو ایسی اہمیت حاصل ہو جاتی ہے کہ ان کا اثر قیامت تک جاری رہے گا۔

عزیز بچو! ایسے ہی عظیم دنوں میں سے ایک دن ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کا دن ہے۔ یہ وہ دن ہے کہ جب اس زمانے کے مامور حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدیٔ معہود علیہ السلام نے خدا تعالیٰ کے حکم سے سلسلہ بیعت شروع فرمایا اور خدمتِ اسلام کے لئے جماعتِ احمدیہ کی بنیاد رکھی۔ یہ وہ دن تھا جس دن اللہ تعالیٰ نے اسلام کو پھر سے ایک نئی اور ہمیشہ کی زندگی عطا فرمائی۔ اور یہ وہ مبارک دن تھا جس کی مبارک گھڑیوں میں تمام دُنیا کو اسلام کے جھنڈے تلے جمع کرنے اور ہمارے پیارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے عالمگیر اور ہمیشہ رہنے والے پیغام کو مکمل کرنے کی بنیاد رکھی گئی۔

۲۳۔ مارچ کا دن جماعتِ احمدیہ میں بہت ہی اہمیت کا دن ہے۔ یہ دن

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہمیں اُس عہد کو یاد دلاتا ہے جو آج سے ۸۳ سال پہلے ایک چھوٹی سی جماعت نے خدا تعالیٰ کے محبوب سیّدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدیٔ معہود علیہ السلام کے مقدّس ہاتھ پر باندھا تھا۔ اس مبارک دن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ نے حضور کے مبارک ہاتھ پر جو عہد باندھا اس عہد کا ایک حصّہ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں ہی بچّوں کے لئے درج کیا جاتا ہے :-

"آج مَیں احمد کے ہاتھ پر اپنے تمام اُن گناہوں اور خراب عادتوں سے توبہ کرتا ہوں جن میں مَیں مُبتلا تھا۔ اور سچّے دِل اور پکّے ارادے سے عہد کرتا ہوں کہ جہاں تک میری طاقت اور سمجھ ہے اپنی عمر کے آخری دن تک تمام گناہوں سے بچتا رہوں گا اور دین کو دُنیا کے آراموں اور نفس کی لذّات پر مقدّم رکھوں گا... اور اَب بھی اپنے گذشتہ گناہوں کی خدا تعالیٰ سے معافی چاہتا ہوں"

پیارے بچّو! جب آپ بڑے ہوں گے اور جماعتِ احمدیہ کی تاریخ پڑھیں گے تو آپ کو پتہ چلے گا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقدّس اصحاب نے کس طرح اس عہد کو پُورا کیا اور اپنی زندگیاں خدمتِ اسلام کے لئے وقف کر دیں۔

عزیز احمدی بچّو! آپ کو چاہیئے کہ اس دن کی عظمت اور اہمیّت کو یاد رکھیں اور کوشش کریں کہ بچپن سے ہی آپ کے اندر خدمتِ دین کا شوق پیدا ہو اور آپ میں سے ہر ایک آسمانِ احمدیت کا روشن ستارہ بنے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قومی دیانت

عزیز بچو! المصلح الموعود حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۱۷ فروری ۱۹۳۹ء کو ایک خطبہ جمعہ میں خدام الاحمدیہ کو بہت سے اُمور کی طرف توجہ دلائی ان میں سے ایک اہم امر اچھے اخلاق اپنے اندر پیدا کرنا تھا۔ اس سلسلہ میں حضور رضی اللہ عنہ نے اس طرف توجہ دلائی کہ سچائی اور دیانت داری ایسے اہم خلق ہیں جو قوموں کو غلامی اور ذلت سے بچاتے ہیں۔

پیارے بچو! مشرقی پاکستان پر ہندوستان کا قبضہ بھی اسی وجہ سے ہوا کہ مسلمان کہلانے والوں کی اکثریت نے سچائی اور دیانت کو چھوڑ کر جھوٹ اور بددیانتی کو اختیار کیا جس کے نتیجہ میں ہمیں اس تکلیف دہ صورتِ حال سے دوچار ہونا پڑا۔

احمدی بچو! مستقبل میں آپ نے ملک و قوم کی خدمت کرنی ہے اِس لئے ابھی سے اپنے اندر سچائی اور دیانت کے خلق پیدا کریں اور پوری توجہ سے اپنے فرائض سرانجام دیں۔ پوری توجہ اور محنت سے اپنی دینی اور دنیاوی تعلیم کو حاصل کریں اور اپنے غیر از جماعت بھائیوں کو بھی اِس امر کی تلقین کریں کہ وہ سچائی اور دیانت کو اپنائیں اور صحیح معنوں میں ملک و ملّت کی خدمت کرنے والے ہوں۔

اللہ تعالیٰ آپ سب کے ساتھ ہو اور آپ کو ان باتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(ادارہ)

"بہترین اخلاق جن کا پیدا کرنا کسی قوم کی زندگی کے لئے نہایت ضروری ہے وہ سچ اور دیانت ہیں۔ اور بھی بہت سے اخلاق ہیں مگر سچ اور دیانت نہایت اہمیت رکھنے والے اخلاق ہیں۔ جس قوم میں سچ پیدا ہو جائے اور جس قوم میں دیانت آجائے وہ قوم نہ کبھی ذلیل ہو سکتی ہے اور نہ کبھی غلام بنائی جا سکتی ہے۔ سچائی اور دیانت دونوں کا فقدان ہی کسی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قوم کو ذلیل بناتا اور ان دونوں کا فقدان ہی کسی قوم کو غلام بناتا ہے۔ ہمارا تعلیم یافتہ طبقہ ہندوستان کی غلامی کا ہمیشہ رونا روتا رہتا ہے لیکن اگر تم غور سے دیکھو تو تمہیں معلوم ہو کہ ہندوستان کی غلامی کا موجب انہی دو چیزوں کا فقدان ہے۔ تم ہندوستان کی تاریخ کو پڑھ جاؤ اتنے بڑے وسیع ملک کا انگریزوں کے ماتحت آ جانا محض بددیانتی کی وجہ سے تھا۔ انگریزی فوجیں جو شروع زمانہ میں بعض دفعہ سینکڑوں کی تعداد سے زیادہ نہیں ہوتی تھیں کبھی ہندوستان پر غالب نہیں آ سکتی تھیں اگر ہندوستانیوں میں دیانت پائی جاتی۔ بعض دفعہ تو تاریخ پڑھ کر یوں معلوم ہوتا ہے کہ گویا یہ ساری بات ہی جھوٹی ہے اور عقل تسلیم نہیں کرتی کہ مدراس کے ایک چھوٹے سے علاقہ میں اقامت پذیر چند سو انگریز ہندوستان کی بڑی بڑی طاقتوں اور حکومتوں کو زیر کرتے چلے جائیں عقل اس کے باور کرنے سے انکار کرتی ہے کیونکہ انسانی فطرت اس حد تک اخلاق کی گراوٹ کو تسلیم کرنا برداشت نہیں کرتی جس قسم کی گراوٹ اس زمانہ میں ہندوستانیوں میں پائی جاتی تھی۔ کسی جگہ پر تو شہزادوں کو رشوت دے دی جاتی ہے کہ اگر تم اپنے باپ یا بھائی سے بغاوت کرو تو ہم تم کو اس کی جگہ گدی پر بٹھا دیں گے اور وہ بددیانت اور ذلیل انسان اس رشوت کو قبول کر لیتے ہیں کسی جگہ وزراء کو یہ امید دلا دی جاتی ہے کہ ہم تمہاری ایک ریاست قائم کر دینگے یا تم کو اس ریاست کا قبضہ دے دیں گے یا اَور کوئی بڑا عہدہ دے دیں گے اور وہ ننگِ انسانیت اس رشوت کو قبول کر لیتے ہیں اور انہی چالبازیوں کے ساتھ اور انہی رشوتوں کے ذریعہ یورپین اقوام جو نہایت قلیل تعداد میں ہندوستان میں آئیں ہندوستان کے ایک گوشہ سے بھرے ہوئے بادل کی طرح بڑھنا شروع کر دیتی ہیں اور سارے ملک پر چھا جاتی ہیں۔ مرہٹوں کی طاقت یا نظام حیدرآباد کی طاقت کے مقابلہ میں مدراس میں انگریزوں کی دسویں حصّہ کے برابر بھی طاقت نہیں تھی۔ اسی طرح سراج الدولہ کی طاقت کے مقابلہ میں بنگال میں انگریزوں کی طاقت دسویں حصّہ کے برابر بھی نہ تھی مگر باوجود اس کے مقابلہ میں وہ ہار جاتے ہیں اور انگریز جیت جاتے ہیں۔ اس تمام فتح اور شکست کی تہ میں ایک ہی وجہ نظر آتی ہے اور وہ یہ کہ بڑے بڑے وزراء اور افسر یا رشوت خوار تھے یا وہ کسی اَور لالچ میں آ جاتے تھے۔ اگر یہ بددیانتی نہ ہوتی تو کبھی ہندوستان پر انگریزی حکومت قائم نہ ہو سکتی۔ لیکن اس بددیانتی کی موجودگی میں اگر انگریزی حکومت نہ ہوتی تو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فرانسیسی حکومت ہوتی۔ اگر فرانسیسی حکومت نہ ہوتی تو پُرتگیزی حکومت ہوتی۔ اگر پُرتگیزی حکومت نہ ہوتی تو کوئی اَور حکومت ہوتی۔ بہرحال یہ ملک اِس قابل نہ تھا کہ اپنا بوجھ آپ اُٹھا سکتا۔ بددیانتی کے بوجھ نے ان لوگوں کی کمریں خم کر دی تھیں اور لالچ کے بار نے ان لوگوں کو ایسا جھکا دیا تھا کہ وہ شریف لوگوں میں سیدھا چلنے کے قابل نہیں رہے تھے وہ شکار تھے دُنیا کا۔ اگر انگریز نہ آتے تو کوئی اَور آتا۔ بہرحال وہ خود اپنی حکومت سنبھالنے کے ناقابل تھے اوپر سے لے کر نیچے تک سب جگہ بددیانتی پائی جاتی تھی۔ پھر وسطِ ہند میں آکر لکھنؤ اور اس کے بعد دہلی میں جو کچھ ہوُا وہ بھی اسی بددیانتی کا کرشمہ ہے۔ "غدر" کی بغاوت جب ہوئی تو اس وقت ہندوستانیوں نے چاہا کہ اپنے آپ کو انگریزوں کے تسلّط سے آزاد کر لیں۔ اور ایسے کئی مواقع آئے جبکہ دہلی کی حکومت غالب آنے کے بالکل قریب تھی لیکن خود ملک کے اندرونی غدّاروں اور بددیانتوں نے ان مواقع کو ضائع کر دیا۔

یہ مشہور تاریخی واقعہ ہے کہ ایک موقعہ پر انگریزی فوج پر نہایت آسانی کے ساتھ گولہ باری کی جا سکتی تھی۔ مَیں نے خود دہلی میں وہ موقعہ دیکھا ہے۔ مگر زینت محل جو بادشاہ کی چہیتی ملکہ تھی اسے انگریزوں نے رشوت دے رکھی تھی اور اسے کہا تھا کہ اگر تم ہمارا ساتھ دو گی تو تمہارے بیٹے کو تخت مِل جائے گا۔ جب دہلی کے فوجی افسروں نے بادشاہ کو مشورہ دیا کہ قلعہ پر توپیں رکھ کر چلا دی جائیں اور بادشاہ نے بھی ان کے مشورہ کو قبول کر لیا تو انگریزی فوج کی طرف سے زینت محل کو پیغام پہنچا کہ اگر تم نے اس موقعہ پر توپیں چلنے دیں تو تمہاری تمام امیدیں ہوا ہو جائیں گی۔ تِریا چرتّر تو ہمارے ملک میں مشہور ہی ہے۔ جب بادشاہ نے توپیں چلانے کا حکم دیا تو بیگم کو بناوٹی طور پر غش پر غش آنے لگ گئے اور اس نے بادشاہ سے کہا کہ توپ کی آواز سے میرا دل دہل جاتا ہے۔ اگر آپ نے توپوں کا چلنا بند نہ کیا تو مَیں مر جاؤں گی۔ پس خدا کے لئے توپوں کا چلنا بند کرائیں۔ اور اگر توپیں چلانا ضروری ہے تو اپنے ہاتھ سے پہلے مجھے قتل کر دیں تاکہ مَیں ان کی آواز نہ سُن سکوں۔ بادشاہ بھی دھوکہ میں آگئے اور گولہ باری کا حکم منسوخ کر دیا نتیجہ یہ ہوُا کہ وہ ایک ہی مقام جہاں سے کامیابی کے ساتھ انگریزی فوجوں پر حملہ ہو سکتا تھا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس پر سے گولہ باری بند کر دی گئی۔ اور انگریزی فوجیں غالب آ گئیں۔ خود بادشاہ کا وزیر اعظم اندر سے انگریزوں کے ساتھ ملا ہوا تھا اور انگریزوں کو باقاعدہ اندرونی خبریں پہنچتی رہتی تھیں۔

اودھ کی حکومت بھی اسی طرح تباہ ہوئی۔ وہاں کے لوگوں کا تمام روپیہ کلکتہ کے انگریزی بنک میں جمع تھا جب انگریزوں نے اس علاقہ پر حملہ کیا تو انہوں نے لوگوں کو کہلا بھیجا کہ اگر تم نے ذرا بھی ہمارے خلاف آواز اُٹھائی یا مقابلہ کیا تو تمہارا تمام روپیہ ضبط کر لیا جائے گا۔ جب تک اُن کے روپے جمع نہیں تھے اس وقت تک تو انہیں یہ لالچ دیا گیا کہ اگر تم اپنے روپے ہمارے بنک میں جمع کرو گے تو تمہیں بہت کچھ سُود ملے گا۔ اور جب روپیہ جمع ہو گیا اور اودھ پر انہوں نے حملہ کی تیاری کی تو سب کو نوٹس دے دیا کہ اگر تم نے ہمارا مقابلہ کیا تو سب روپیہ ضبط کر لیا جائے گا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ جب انگریزی فوج اندر داخل ہوئی تو ایک شخص بھی ان کے مقابلہ کے لئے کھڑا نہ ہوا۔

اَب اس میں بھلا انگریزوں یا کسی اَور قوم کا کیا قصور ہے یہ خود اپنی قوم کا قصور ہے کہ لوگ اپنے اخلاق کی اصلاح کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ جب کبھی ہندوستان میں، کانگریس کا شور بلند ہوا ہے میں نے ہمیشہ انہیں یہی کہا ہے کہ تم اس وقت تک حکومت نہیں کر سکتے جب تک لوگوں کے اندر بددیانتی پائی جاتی ہے۔ ہاں اگر قومی طور پر تم دیانت کو لوگوں کے اندر قائم کر دو تو پھر مَیں اِس بات کا ذمہ دار ہُوں کہ انگریز آپ ہی آپ تم سے صُلح کرنے کے لئے آگے بڑھیں گے....

تو جب تک کسی قوم میں دیانت نہیں اس وقت تک، نہ اس قوم میں حکومت رہ سکتی ہے نہ حکومت لے سکتی ہے۔ اور اگر بالفرض وہ کبھی اپنی کثرتِ تعداد کی بناء پر حکومت لے بھی لے تو وہ حکومت کو سنبھال نہیں سکتی۔"

(مشعلِ راہ صفحہ ۱۲۰ تا ۱۲۳)

لطیفہ

کوئی صاحب ڈاک خانہ میں گئے اور ایک منشی سے بولے کہ ہمارے نام کا کوئی خط ہو تو ہمیں دے دیجئے۔ ڈاک بابو نے نام و نشان دریافت کیا تو فرمایا "واہ آپ مجھ سے کیا پوچھتے ہیں۔ کیا لفافہ پر لکھا نہ ہو گا اُسے پڑھ لیجئے؟"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عقیدۂ توحید — اور — انبیاء کی تکلیفیں

پیارے بچّو! گزشتہ شمارے میں آپ یہ پڑھ چکے ہیں کہ دُنیا میں ہزاروں نبیوں نے خدا تعالیٰ کی توحید کو پھیلانے کی خاطر طرح طرح کی مشکلات اور مصیبتیں برداشت کیں اُن نبیوں میں سے ایک نبی حضرت نوح علیہ السلام بھی تھے۔

حضرت نوح علیہ السلام پہلے نبی تھے جن پر شریعت نازل ہوئی، حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت نوح علیہ السلام کے متعلق فرمایا ہے اَوَّلُ نَبِیٍّ شُرِعَتْ عَلٰی لِسَانِہِ الشَّرَائِعُ۔ یعنی (حضرت) نوح (علیہ السلام) پہلے نبی تھے جن پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے شریعت نازل ہوئی۔

حضرت نوحؑ کی قوم کا بہت بڑا حصّہ گمراہ ہو گیا۔ طاقتور لوگ کمزوروں کو تنگ کرتے تھے۔ امیر غریبوں پر ظلم ڈھاتے تھے۔ لوگ بدکاری کے کاموں میں بہت زیادہ دلیر ہو گئے تھے، ملک کا امن و امان ختم ہو چکا تھا لیکن حضرت نوح علیہ السلام نے اس کے باوجود اپنی قوم کو عقیدۂ توحید کی طرف بُلایا اور انہیں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کے سچّے کلمے کو قبول کرنے کی دعوت دی، آپ ان کے گھروں میں جاتے انہیں اِس سچّے کلمے کی طرف بُلاتے اور ہر قسم کے بُرے کاموں سے منع کرتے اور لوگوں کے اجتماع میں انہیں اِس طرف توجہ دلاتے کہ تم جس طریق کی طرف جا رہے ہو وہ سراسر تباہی کا طریق ہے۔ اگر تم نے اپنی اصلاح نہ کی اور اپنی بدعادتوں کو نہ چھوڑا تو تم تباہ و برباد ہو جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرو، اپنے گناہوں سے توبہ کرو۔ بُرے عملوں کو ترک کر کے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کی صداقت پر ایمان لاؤ گے تو خدا تعالیٰ کا فضل تم پر ہو گا مگر کئی سال کی تبلیغ کے بعد بہت ہی تھوڑی تعداد نے اس سچّے اور پیارے کلمہ کو قبول

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کیا اور باقی سب نے لا الٰہ الّا اللہ کا کلمہ
ماننے سے انکار کر دیا۔ اور اسی پر بس نہ کی
بلکہ آپ کی قوم کے سرداروں کو یہ فکر ہوئی کہ
اگر عام لوگ آپ پر ایمان لے آئے تو ہماری
سرداری ختم ہو جائے گی۔ چنانچہ انہوں نے
حضرت نوحؑ کو بُلا کر دھمکایا اور انہیں کہا
کہ اپنی تبلیغ بند کر دو۔ اس کے ساتھ ہی
انہوں کے ساتھ ہی انہوں نے لوگوں سے کہا کہ
نوح تمہارے جیسا آدمی ہی ہے یہ کوئی فرشتہ
نہیں بلکہ یہ تو صرف اپنی بڑائی چاہتا ہے۔
لیکن حضرت نوح علیہ السلام نے قوم کے
سرداروں کی اِن باتوں کی کوئی پروا نہ کی
اور برابر اپنی قوم کو اس مقدس کلمہ لآ الٰہ
الّا اللہ کی طرف بُلاتے رہے اور انہیں بڑے
زور سے خبردار کیا کہ اگر تم لوگ راہِ راست
پر نہ آئے، ظلم کو بند نہ کیا، خدائے واحد
پر ایمان نہ لائے تو تم پر سخت طوفان
آئے گا جو تمہیں غرق کر دے گا۔

آپ نے انہیں یہ بھی بتایا کہ مَیں تمہارا
سردار بننا نہیں چاہتا بلکہ مَیں تو صرف خدائے
واحد کے کلمہ کی طرف آپ کو بُلاتا ہوں۔
لیکن ان سرداروں پر آپ کی تقریر کا کوئی
اثر نہ ہُوا۔ انہوں نے کہا جاؤ جس طوفان
سے تم ہمیں ڈراتے ہو اسے لے آؤ
ہم اپنے بُتوں کی پرستش نہیں چھوڑیں گے
اور نہ ہی اس کلمہ پر ایمان لائیں گے جس کی
طرف تم ہمیں بُلاتے ہو۔

اِس پر اللہ تعالیٰ نے حضرت نوحؑ کو
ایک بہت بڑی کشتی تیار کرنے کا حکم دیا
اور یہ بھی فرمایا کہ اس کشتی میں تمام قسم
کے جانوروں کا ایک ایک جوڑا بھی سوار
کر لو اور اپنے ساتھیوں کو بھی اس کشتی
میں سوار کر لو۔ حضرت نوحؑ نے خدا تعالیٰ کے
اس حکم کی تعمیل میں کشتی بنانی شروع کر
دی۔ قوم کے مغرور لوگ آپ کو کشتی
بناتے دیکھتے تو آپ پر آوازے کستے اور
کہتے کہ یہ لوگ دیوانے ہو گئے ہیں خشکی
کے لئے کشتی تیار کر رہے ہیں، بھلا پانی
کہاں سے آئے گا جس میں یہ کشتی چلے گی؟

جب کشتی تیار ہو گئی تو حضرت
نوحؑ اور آپ کے ساتھی اس کشتی میں
سوار ہو گئے اور منکرین نے پھر آپ کا
اور آپ کے ساتھیوں کا تمسخر اُڑایا۔ آخر
خدا تعالیٰ کے حکم سے زمین سے چشموں کی
شکل میں پانی نکلنے لگا اور آسمان سے
بارش برسنی شروع ہو گئی اور دیکھتے ہی دیکھتے
ہر جگہ پانی ہی پانی نظر آتا تھا۔ پہاڑ کی بلندی
جتنی پانی کی لہریں اُٹھ رہی تھیں، اس طرح
تمام زمین سمندر کی شکل اختیار کر گئی۔ حضرت
نوحؑ کی قوم نے درختوں پر اور مکانوں پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور پہاڑ کی چوٹیوں پر پناہ لینے کی کوشش کی مگر وہ اس کوشش میں کامیاب نہ ہو سکے اور طوفانی موجوں کی نظر ہو گئے۔ الغرض بدکار لوگ تباہ و برباد ہو گئے۔ یہ وہ لوگ تھے جو ہر وقت گناہوں کی زندگی بسر کرتے تھے، ظلم سے باز نہ آتے تھے اور اس کے ساتھ ساتھ کلمہ لآ الٰہ الّا اللہ کے مُنکر تھے۔ ان مُنکروں میں حضرت نوحؑ کا ایک بیٹا بھی تھا، آپ نے اپنے بیٹے کے لئے دعا کی مگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو یہ بتایا گیا کہ یہ بھی مُنکروں میں سے ہے اِس لئے اب یہ خدائی عذاب سے بچ نہیں سکتا۔

حضرت نوحؑ کو اللہ تعالیٰ نے جس طوفان کی خبر دی تھی وہ آ چکا تھا اور مسلسل چالیس دن اور رات موسلا دھار بارش ہوتی رہی اور زمین بھی پانی اُگلتی رہی۔ آخر خدا تعالیٰ کے حکم سے طوفان کی یہ صورت ختم ہوئی اور پانی خشک ہو گیا اور کشتی جودی نامی پہاڑ پر جا لگی۔ اس وقت حضرت نوحؑ اور آپ کے ساتھی کشتی سے اُترے، خدا تعالیٰ کی تعریف کی اور اس کا شکر ادا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں بچایا اور حد سے گزرنے والوں کو جو لا الٰہ الّا اللہ کا انکار کرنے والے تھے غرق کر دیا۔

پیارے بچو! اس سلسلہ میں آئندہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حالات بیان کئے جائیں گے کہ انہوں نے اس مقدس کلمہ کے پھیلانے کے لئے کیا کیا تکلیفیں اُٹھائی تھیں۔

(محمد شفیق قیصر)

آپ بھی مُسکرائیے

ایک صاحب نہایت تیزی کے ساتھ ایک دکان میں داخل ہوئے اور پوچھا:۔

"آپ کے پاس پنجرے ہیں؟"

"جی ہاں، ابھی دکھلاتا ہوں"۔ دکاندار نے جواب دیا۔

"بھئی ذرا جلدی سے دکھانا مجھے گاڑی پکڑنی ہے"۔

"معاف فرمائیے گا، صاحب، میرے پاس اتنا بڑا پنجرہ نہیں"۔

(۲)

ماں نے بچوں سے کہا کہ گھر کا جو فرد پورا ہفتہ مکمل فرمانبرداری سے رہے گا اسے اتوار کو انعام دیا جائے گا۔ بچوں نے احتجاج کیا کہ یہ بے انصافی ہے اور حق تلفی ہے۔

"وہ کیوں؟" ماں نے پوچھا۔

"اِس لئے کہ ہر ہفتہ ابّا جان انعام حاصل کیا کریں گے"۔

(طارق احمد بٹ۔ کراچی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گنّوں کی دعوت

ہم بچّوں کو گنّوں کی دعوت کا ایک بہت پُر لطف قصّہ سُناتے ہیں۔ یہ قصّہ نہیں بلکہ بالکل سچّا واقعہ ہے۔

ہاں تو آج سے ۶۴ سال پہلے کی بات ہے کہ ایک غریب کسان تھا۔ اس کا نام منگو وہ قادیان کے قریب ایک گاؤں بھینی کا رہنے والا تھا۔ ۱۰ مارچ ۱۹۰۸ء کو حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام سَیر کر کے واپس تشریف لا رہے تھے۔ بعض اصحاب بھی حضورؑ کے ساتھ تھے۔ منگو کو کیا سُوجھی ایکا ایکی کھیت میں سے نکل اور سامنے سے آ حضورؑ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ ادب سے سلام کیا اور مصافحہ کا شرف حاصل کرنے کے بعد عرض کیا کہ حضورؑ تھوڑی دیر ٹھہر جاویں مَیں کچھ گنّے نذر کرنا چاہتا ہوں۔ حضورؑ نے فرمایا "کچھ ضرورت نہیں، تمہیں ثواب ہو گیا، اب تکلیف نہ کرو۔" مگر وہ نہ مانا اور پھر اصرار کے رنگ میں اپنی درخواست دُہرا دی۔ حضرت اقدسؑ نے فرمایا "اچھا میاں شادی خاں کو دیدو وہ ہمارے واسطے لے آئیں گے۔"

منگو نے بھی دل میں ٹھان رکھی تھی کہ وہ آج حضورؑ کی خدمت میں گنّے پیش کرنے کی سعادت ضرور حاصل کرے گا۔ اُس نے بڑی عاجزی سے عرض کیا کہ نہیں حضور ٹھہر ہی جاویں، اور حضورؑ کے سارے ساتھی بھی گنّوں کی دعوت قبول کریں۔ یہ کہہ کر وہ بے اختیار حضورؑ سے لپٹ گیا اور ہاتھ پکڑ کر حضورؑ کو اپنے کھیت میں لے جانے لگا۔ حضورؑ نے تبسّم فرمایا اور خوشی سے اُس کے ساتھ چل پڑے حضورؑ اُس کے کھیت میں تشریف لے گئے منگو خوشی سے پھُولے نہ سماتا تھا۔ بھاگا بھاگا گیا اور گنّے لا لا کر وہاں ڈھیر لگا دیا۔ حضورؑ تبسّم فرماتے ہوئے چند منٹ اس کے کھیت میں ٹہلتے رہے۔ حضورؑ کے ساتھیوں نے ایک ایک دو دو گنّے ڈھیر میں سے اُٹھا لئے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چلنے سے پہلے حضورؑ نے نہایت لطف اور مہربانی سے اُس غریب کسان کو بُلا کر اُس کا نام وغیرہ دریافت کیا اور اس کے صدق اور خلوص و محبّت سے متاثر ہو کر مسکراتے ہوئے وہاں سے رخصت ہوئے۔ حضورؑ بہت لطف اور شفقت کے ساتھ اس سے پیش آئے۔

جہاں یہ واقعہ حضور علیہ السّلام کے اخلاقِ حمیدہ کا ایک دل موہ لینے والا نمونہ ہے وہاں منگو کے اخلاص و محبّت اور جذبۂ عشق کا بھی آئینہ دار ہے۔ کیا ہی خوش قسمت تھا منگو کہ اُسے حضور علیہ السلام اور حضورؑ کے اصحاب کی دعوت کرنے کا شرف حاصل ہوُا اور حضورؑ نے بھی ازراہِ شفقت اُس کے کھیت میں تشریف لے جا کر اپنے مبارک قدموں سے برکت بخشی۔ یہ سب ثمرہ تھا اُس کے خلوص و محبّت اور جذبۂ عشق کا۔

جب تک انسان میں خلوص اور محبّت نہ ہو اُس وقت تک اسے اللہ تعالیٰ کی جناب سے انعام نہیں ملتا ؂

(بحوالہ ملفوظات جلد دہم صفحہ ۱۶۰)

مسکرایئے

میرے دادا ابّا ایک دفعہ کسی کے گھر دعوت پر گئے۔ چائے اور دوسری چیزوں کے ساتھ گلاب جامنیں بھی تھیں۔ ایک صاحب ابّاجی کے ساتھ بیٹھے تھے کہنے لگے۔ مجھے گلاب جامنوں سے سخت نفرت ہے اور دوسری طرف مُنہ کر لیا۔ ابّاجی بھی کسی اَور صاحب سے باتیں کرنے لگے۔ دوبارہ جو پلیٹ دیکھی تو گلاب جامنیں غائب۔ پوچھا تو وہ صاحب جو نفرت کا اظہار کر رہے تھے کہنے لگے مَیں نے اپنے مُنہ میں رکھ لی ہیں، مَیں ان کی شکل تک دیکھنا نہیں چاہتا ؂

(۲)

میری امّی سُنایا کرتی ہیں کہ جب مَیں تین چار سال کا تھا تو ایک بار ایک طالبہ ابّاجی کے لئے بڑا خوبصورت گوٹے کا ہار لائی۔ مَیں شوق سے اسے دیکھ رہا تھا وہ مجھ سے کہنے لگیں کہ آپ بڑے ہو کر کیا بنیں گے، ڈاکٹر، انجنیئر یا پروفیسر۔ پھر مَیں آپ کے لئے بھی ہار لاؤں گی۔ مَیں نے جلدی سے کہا کہ دولہا بنوں گا۔ اس پر سب لوگ کھلکھلا کر ہنس پڑے ؂

(احمد طاہر پانی پتی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

علمِ حدیث

انسانوں کو سیدھی راہ دکھانے کے لئے خدا تعالیٰ نے ہر قوم اور ہر ملک میں اپنے نبیوں اور رسولوں کو بھیجا۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ (سورہ رعد)

یعنی ہر ایک قوم کی ہدایت کے لئے خدا تعالیٰ ہدایت دینے والے بھیجتا ہے۔

اسی طرح ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَإِنْ مِنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ۔ (سورہ فاطر)

یعنی کوئی قوم بھی ایسی نہیں جس میں خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی ڈرانے والا نہ آیا ہو۔

اِن آیات سے یہ پتہ چلتا ہے کہ خدا کے رسُول ہر قوم اور ہر ملک میں آئے۔ ان رسولوں اور نبیوں کی صحیح تعداد تو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ قرآن کریم میں بھی بہت تھوڑے نبیوں کا ذکر آیا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے ہمارے پیارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو تمام نبیوں کا سردار بنا کر بھیجا اور آپؐ کو اللہ تعالیٰ نے تمام دنیا کے لئے نبی مقرر فرمایا۔ آپ سب کو معلوم ہے کہ ہماری پاک کتاب قرآن کریم حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ہی نازل ہوئی۔ آپؐ نے دعوےٰ نبوّت کے بعد ۱۳ سال مکّہ میں اور دس سال مدینہ میں بسر کئے۔ اس ۲۳ سال کے عرصہ میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ملکِ عرب کے کونے کونے میں قرآنی تعلیمات کو عام کر دیا اور آپؐ کی زندگی میں ہی عربوں کی بہت بڑی اکثریت اسلام میں داخل ہوگئی جن بزرگوں نے اسلام قبول کیا اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی اور پھر اسلام پر قائم رہتے ہوئے فوت ہوئے ان کو اسلامی اصطلاح میں صحابی کے نام سے موسوم کیا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جاتا ہے۔ ان مقدس اصحابؓ کو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی باتوں کو سُننے کا موقعہ ملتا اور بعض کو آپؐ کی خدمت میں ایک لمبا عرصہ رہنے کی سعادت بھی حاصل ہوئی۔ صحابہؓ کی اس مقدس جماعت نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی باتوں کو بڑی توجہ اور غور سے سُنا اور پھر انہیں یاد رکھا اور اپنی زندگی کو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے مقدس اقوال کی زندگی کے مطابق ڈھالا۔ اور پھر حضورؐ کی باتوں کو دوسرے لوگوں تک بھی پہنچایا کہ وہ بھی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی باتوں پر عمل کر کے اپنی زندگیوں میں تبدیلی پیدا کریں۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے دعویٰ نبوّت کے بعد اپنی ۲۳ سالہ زندگی میں بہت سے کام خود کئے۔ ایسے کاموں کو جو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے خود کر کے دکھائے سُنّت کہا جاتا ہے۔ اسی طرح حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے بہت سی باتوں کا دوسروں کو کرنے کا حکم دیا۔ اسی طرح آپؐ نے صحابہؓ کو کچھ کرتے دیکھا اور اسے پسند فرما کر اپنی خوشنودی کا اظہار فرمایا۔ اور اگر صحابہؓ جو کام کر رہے ہوتے وہ اچھا نہ ہوتے تو اسے ناپسند فرماتے۔ ان سب باتوں کو حدیث کہتے ہیں۔ حدیث کے لفظی معنے بات کے ہیں مگر اسلامی اصطلاح میں حدیث سے مُراد حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے اقوال ہیں۔

علمِ حدیث بہت ہی برکت والا علم ہے اس علم کی خاطر صحابہؓ اور ان کے بعد آنے والے علماء نے دُور دراز مقامات کے سفر کئے اور اس غرض کے لئے ہر طرح کی مشکلات اور مصائب برداشت کئے تب کہیں جا کر حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں کو اکٹھا کیا گیا۔ حدیث کے لئے ضروری ہے کہ جو شخص حدیث بیان کرتا ہے اُسنے وہ حدیث اپنے استاد سے سُنی ہو اور اس کے استاد نے آگے اپنے استاد سے۔ یہاں تک کہ آخری شخص نے جو صحابی ہے اس بات کو خود رسول اللہؐ کی زبانِ مبارک سے سُنا ہو۔ جو حدیث اس شرط پر پوری اُترتی ہے وہ صحیح حدیث ہے۔

علماء نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو بڑی محنت سے اکٹھا کیا اور احادیث اکٹھی کرنے والوں کے بارے میں اصول و قوانین وضع کئے اور اسی طرح صرف حدیث کے علم کی خدمت کے لئے اور بہت سے علم ایجاد ہوئے۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی تمام احادیث تو حضورؐ کی زندگی میں نہیں لکھی گئیں لیکن جن لوگوں نے حضورؐ کی زبانِ مبارک سے جو باتیں سُنیں ان کو اپنے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سینوں میں محفوظ رکھا اور کئی صحابہؓ نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی حضور کی اجازت سے احادیث لکھ لی تھیں مگر احادیث کو جمع کرنے کا باضابطہ کام حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد شروع ہوا۔ اور حدیث کے علماء نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو جمع کرنے کا کام شروع کر دیا اور علمِ حدیث کی بے شمار کتابیں تالیف کی گئیں ان میں سے مندرجہ ذیل چھ کتابیں بہت مشہور ہیں اور انہیں صحاح ستّہ (یعنی حدیث کی چھ صحیح کتابیں) کہتے ہیں۔ ان کتابوں کے نام یہ ہیں:-

جامع مسند صحیح بخاری۔ صحیح مسلم۔
سنن ترمذی۔ سنن ابوداؤد۔ سنن
نسائی۔ اور سنن ابن ماجہ۔

آئندہ ماہ سے ہم آپ کو حدیث کی ان تین کتابوں کا تعارف کرانے کا سلسلہ شروع کریں گے۔

(ایڈیٹر)

ملک کے سب سے پہلے ٹیلیویژن اسٹیشن کا افتتاح سابق صدر فیلڈ مارشل محمد ایوب خاں نے کیا۔

(طارق احمد بٹ۔ کراچی)

کیا آپ جانتے ہیں؟

• چنبیلی کا پھول ۱۵ جولائی ۱۹۶۱ء کو پاکستان کا قومی پھول قرار دیا گیا۔

• ۲۵ فروری ۱۹۶۰ء کو نئے دارالحکومت کا نام اسلام آباد رکھا گیا۔

• پاکستان کا معیاری وقت یکم اکتوبر ۱۹۵۱ء کو مقرر کیا گیا۔

• ۲۸ فروری ۱۹۵۱ء کو پاکستان کی پہلی مردم شماری کا آغاز ہوا۔

• ۱۳ اگست ۱۹۵۴ء کو قومی ترانہ پہلی بار ریڈیو پاکستان سے نشر کیا گیا۔

• ۳ جنوری ۱۹۴۸ء کو پاکستان کے نئے نوٹ اور سکّے پہلی مرتبہ جاری ہوئے۔

• ۲۴ نومبر ۱۹۴۷ء کو آزادی کے بعد پہلا عاشورہ منایا گیا۔

• یکم جنوری ۱۹۶۱ء کو پاکستان میں اعشاری سکّے پہلی مرتبہ رائج ہوئے۔

• ۳۰ دسمبر ۱۹۶۷ء کو پاکستان میں تیار ہونے والا پہلا بحری جہاز سمندر میں اُتارا گیا۔

• ۱۹۶۱ء میں پہلی بار ریڈیو پاکستان کراچی سے کمرشل سروس شروع کی گئی۔

• ۲۵ نومبر ۱۹۶۴ء کو لاہور میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دستِ اسلام کو درازی بخش

(سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد المصلح الموعود رضی اللہ عنہ)

دستِ کوتہ کو پھر درازی بخش — خاکساروں کو سرفرازی بخش

جیت لوں تیرے واسطے سب دل — وہ ادا ہائے جاں نوازی بخش

پانی کر دے علومِ قرآں کو — گاؤں گاؤں میں ایک رازی بخش

بُتِ مغرب ہے ناز پر مائل — اپنے بندوں کو بے نیازی بخش

جھوٹ کو چاروں شانے چت کر دیں — مومنوں کو وہ راستبازی بخش

کفر کی چیرہ دستیوں کو مٹا — دستِ اسلام کو درازی بخش

سیّد الانبیاء کی اُمّت کو

جو ہوں غازی بھی وہ نمازی بخش

(کلامِ محمود)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عنوان لگائیے

ذیل میں ایک واقعہ شائع کیا جا رہا ہے تشحیذی بچے اس کو غور سے پڑھیں اور پھر ہمیں اس کا کوئی اچھا سا عنوان تجویز کر کے بھیجیں۔ سب سے اچھا عنوان تجویز کرنے والے بچے کا نام آئندہ ماہ کے شمارہ میں شائع کیا جائے گا۔ (ادارہ)

پیارے اور عزیز بھائی بہنو! آئیے آج مَیں آپ کو سرورِ کائنات آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے دوسرے خلیفہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ کی زندگی سے متعلق ایک دلچسپ اور نصیحت آموز واقعہ سناتا ہوں۔

"ایک مرتبہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ کے گھر ایک مہمان آئے ان کا نام "رجاء بن حیوٰۃ" تھا۔ حضرت عمرؓ کو مہمان نوازی کر کے بڑی مسرّت ہوتی تھی۔ انہوں نے اپنے اس مہمان کی بھی خوب آؤ بھگت کی اور انہیں اپنے ہاں رات ٹھہرنے پر راضی کر لیا۔ رات کے وقت جب حضرت عمرؓ اور ان کے مہمان سونے کے لئے لیٹے ہوئے تھے کہ اچانک تیز ہوا کی وجہ سے جلتا ہوا چراغ بجھ گیا۔ چراغ کو بجھتا دیکھ کر مہمان نے قریب ہی سوئے ہوئے خادم کو جگانا چاہا تو حضرت عمرؓ نے مہمان کو منع فرما دیا۔ پھر جب چراغ جلانے کے لئے مہمان خود اُٹھنے لگا تو انہیں بھی اُٹھنے سے منع فرما دیا اور خود اُٹھے اور زیتون کا تیل چراغ میں ڈال کر پھر چراغ جلایا اور چارپائی پر لیٹے ہوئے اپنے مہمان رجاء بن حیوٰۃ سے فرمایا کہ سوتے ہوئے خادم کو جگانا اخلاق اور انسانیت کے خلاف ہے اور مہمان کو تکلیف دینا آدابِ میزبانی کے خلاف ہے۔"

دیکھا میرے پیارے بھائیو بہنو حضرت عمرؓ نے کس طرح احسن طریق سے مہمان نوازی کا فرض پُورا کیا۔ خدا سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو بھی اسی طرح احسن طریق سے مہمان نوازی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(مرزا مظفر احمد کریم)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت امام حسینؓ کا بچپن

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت سیّدہ فاطمہ زہرا کے دوسرے فرزند، حضرت امام حسنؓ کے چھوٹے بھائی اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے نواسے تھے۔ آپ ۱۰ محرم ۶۱ ہجری میں کربلا کے میدان میں یزید کی فوجوں کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ اِس مضمون میں ہم آپ کو حضرت حسینؓ کے بچپن کے بعض علمی مشاغل کا حال بتائیں گے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی عمر حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت چھ سات سال تھی۔ ظاہر ہے اس چھوٹی سی عمر میں دین کی باتوں کو سُننا اور پھر انہیں یاد رکھنا مشکل ہے مگر اللہ تعالیٰ نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کی برکت سے حضرت حسینؓ کو غیر معمولی حافظہ عطا فرمایا تھا۔ آپ نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے جو باتیں سُنی تھیں وہ حدیث کی کتابوں میں نقل ہوئی ہیں ان میں سے چند ایک یہاں بیان کی جاتی ہیں۔

● حضرت حسین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مَیں نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ کوئی مسلمان مرد ہو یا عورت اُسے کوئی مصیبت پہنچی ہو پھر وہ عرصہ کے بعد یاد آئے اور یاد آنے پر پھر وہ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھے تو اُس شخص کو اُس وقت بھی اُتنا ہی ثواب پہنچے گا جتنا کہ مصیبت کے وقت پہنچا تھا۔

● ایک صحابی حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مَیں نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ کو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی کوئی بات یاد ہے تو آپ نے فرمایا ہاں مَیں ایک کھڑکی پر چڑھا جس میں کھجوریں رکھی ہوئی تھیں ان میں سے ایک کھجور اُٹھا کر مَیں نے مُنہ میں ڈال لی۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو پھینک دو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کیونکہ یہ صدقہ کی کھجوریں ہیں اور صدقہ ہم کو جائز نہیں۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ آدمی کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ وہ بیکار کاموں میں مشغول نہ ہو۔

اِن کے علاوہ اَور بھی بہت سی روایات حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی زبانی بیان ہوئی ہیں۔

پیارے بچّو! اِس بات کو یاد رکھو کہ جس طرح حضرت حسین رضؓ نے بہت چھوٹی عمر میں حضورؐ کی باتوں کو یاد رکھا آپ بھی اپنے بڑوں کی زبان سے جو نیکی کی باتیں سُنیں اور قرآن و حدیث کی جو باتیں خود پڑھیں یا حضرت خلیفۃ المسیح کی زبان مبارک سے سُنیں انہیں یاد رکھیں۔ بچپن کا زمانہ حافظہ کی قوت کا زمانہ ہوتا ہے اس وقت کا یاد کیا ہُوا کبھی بھی نہیں بھولتا۔ پس آپ بھی اپنی ہمتوں کو بلند کریں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے نیک باتوں کے سیکھنے اور سکھانے کی طرف خاص سے توجہ دیں۔ اس سلسلہ میں آپ کو کتابچہ "یاد رکھنے کی باتیں" بھی حفظ کر لینا چاہیئے کیونکہ اسی عمر میں آپ اسے حفظ کر سکیں گے۔ اللہ تعالےٰ آپ کو ہمیشہ اچھی باتوں پر عمل کرنے اور انہیں یاد رکھنے کی توفیق عطا فرمائے ؂

قلمی دوستی

(۱)

نام۔ طارق محمود
عمر۔ ۱۰ سال
تعلیم۔ پنجم
مشغلہ۔ میرو ڈبہ کھیلنا۔ تشحیذ کا مطالعہ کرنا۔
پتہ۔ طارق محمود ابن محمد قاسم صاحب بنگالی
فضل بھمبرو۔ نصرت آباد۔ سندھ

(۲)

نام۔ مختار احمد رفیق بن داؤد
عمر۔ بارہ ۱۲ سال
تعلیم۔ (پنجم) حافظ کلاس
مشغلہ۔ باڑی کھیلنا۔ تشحیذ کا مطالعہ کرنا۔
پتہ۔ مختار احمد رفیق بن داؤد متعلم حافظ کلاس
جامعہ احمدیہ۔ ربوہ

(۳)

نام: زاہد محمود احمد
عمر۔ چودہ سال تعلیم۔ نہم
مشغلہ۔ ٹکٹیں جمع کرنا۔ باسکٹ بال کھیلنا
پتہ۔ زاہد محمود احمد۔ دارالبرکات ربوہ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سلمان سے ایک ملاقات

(عبدالکریم خالد۔ ربوہ)

سلمان چھ برس کا تھا کہ اسکے والد کا سایہ سر سے اُٹھ گیا۔ اس کم سنی میں والد کی جُدائی سے سلمان کا معصوم ذہن متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ والد کی وفات کے بعد سلمان کی والدہ نے اُس کی پرورش کی اور نہایت عمدہ اور صاف ستھرے ماحول میں اُس کی تربیت کی۔ بڑے بھائیوں کی شفقت و محبت اور ماں کے پیار نے آہستہ آہستہ سلمان کے دِل سے والد کی جُدائی کے غم کو ہلکا کر دیا اور وہ نہایت توجہ اور دل جمعی کے ساتھ پڑھائی میں مصروف ہو گیا۔ اُس کی محنت رنگ لائی اور اُس نے نہایت اعلےٰ نمبروں سے چار جماعتیں پاس کر لیں۔ اِس وقت سلمان کی عمر دس برس ہے اور وہ پانچویں جماعت میں پڑھتا ہے۔ ایک عرصہ سے یہ خواہش میرے دِل میں چٹکیاں لے رہی تھی کہ مَیں سلمان سے ملوں اور اُس سے چند باتیں دریافت کروں کیونکہ مَیں اس کے ننھے مُنے دوستوں کی زبانی کئی بار اس کے بارے میں تعریفی کلمات سُن چکا تھا لیکن میری یہ خواہش دل میں ہی رہی اور کبھی پُوری نہ ہو سکی شاید سلمان بڑوں کی محفل میں آنے سے کتراتا تھا یا مجھے یہ ڈر تھا کہ کہیں مَیں اس چھوٹے سے بچے سے بات نہ کھا جاؤں لیکن یہ میری بھول تھی ننھا سلمان تو اپنے اچھے اخلاق کی وجہ سے ہر کسی سے بہت جلد گھُل مِل جاتا تھا۔

سلمان کے بڑے بھائی میرے بڑے اچھے دوست ہیں ایک روز وہ سلمان کے متعلق مجھے بتا رہے تھے کہ اس کی عادتیں عام بچّوں سے بالکل مختلف ہیں۔ گھر کی صفائی کا بڑا خیال رکھتا ہے۔ ہر چیز قرینے سے رکھے گا۔ اپنے جیب خرچ کو فضول چیزوں پر خرچ کرنے کی بجائے سنبھال کر رکھتا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور ضرورت پڑنے پر اپنے اور گھر کے فائدے کے لئے خرچ کرے گا۔ والدہ کا ہر حکم نہایت فرمانبرداری سے بجا لاتا ہے اور کسی قسم کی کوئی چون وچرا نہیں کرتا۔ سلمان کے بڑے بھائی کی زبانی یہ باتیں سُن کر میری سلمان سے ملاقات کی آرزو شدّت اختیار کر گئی۔ یہ میری خوش قسمتی تھی کہ اگلے ہی روز سلمان سے میری ملاقات ہو گئی۔ سانولے رنگ کا دُبلا پتلا سا یہ بچہ میرے ساتھ بڑے اخلاق سے پیش آیا۔ مَیں اُس کے اخلاق اور تدبّر سے اِس قدر متاثر ہوا کہ دیر تک مُنہ سے کوئی لفظ تک نہ نکال سکا۔ یہ میری شکست تھی۔ ایک چھوٹا سا بچّہ باتوں ہی باتوں میں مجھے زیر کر گیا۔ آخر کچھ دیر کی خاموشی کے بعد ہمّت کر کے مَیں نے سلمان سے پوچھا "چھوٹے سلمان! کیا تم مجھے یہ بتا سکتے ہو کہ آجکل تمہارے مشاغل کیا ہیں؟"

"بھائی جان! آپ نے چھوٹا کہہ کر میری توہین کی ہے۔ آپ کو شاید غلط فہمی ہو گئی ہے" "تو کیا تم بوڑھے ہو گئے ہو" مَیں نے حیرانگی سے پوچھا "نہیں بھائی جان! یہ بات نہیں۔ چھوٹا وہ ہوتا ہے جس کا دل چھوٹا ہو اور میرا دل کوئی چھوٹا سا دل تو نہیں۔ رہے مشاغل، تو اِس وقت میرا سب سے بڑا مشغلہ پڑھائی ہے۔ مَیں چاہتا ہوں کہ پڑھ لکھ کر جلد جوان ہو جاؤں اور ایک بڑا آدمی بنوں" سلمان ایک ہی سانس میں یہ تمام باتیں کہہ گیا اور مَیں حیران بیٹھا اس کے مُنہ کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اچھا سلمان بھائی! ذرا یہ تو بتاؤ کہ تمہاری سب سے بڑی خواہش کیا ہے؟

بھائی جان! آپ نے یہ بہت اچھا سوال کیا ہے۔ اس وقت میری سب سے بڑی خواہش یہ ہے کہ مَیں ملک و قوم کی خدمت کروں۔ جنگ کے دنوں میں جب دشمن کے طیارے شُوں کر کے ہمارے سَروں پر سے گذر جاتے تھے تو میرے دل میں یہ خواہش عَود کر آتی تھی کہ کاش مَیں بھی پائلٹ ہوتا اور دشمن کے ان طیّاروں کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیتا" سلمان کے مُنہ سے یہ جواب سُن کر مَیں ایک گہری سوچ میں گُم ہو گیا۔ جس قوم میں سلمان جیسے بچّے موجود ہیں اُس قوم کو کون شکست دے سکتا ہے۔ یہی تو وہ بچے ہیں جو مستقبل کے معمار ہوں گے۔ خدایا! تُو انکی مثبت سوچوں کو تقویت بخش" بھائی جان! آپ تو کچھ سوچنے لگ گئے ہیں۔ شاید مَیں نے کوئی غلط بات کہہ دی ہے۔" نہیں بھئی! یہ بات تو نہیں تھی۔ مَیں دراصل یہ سوچ رہا تھا کہ تمہارا حوصلہ کتنا بلند اور عزم کتنا عالی ہے"

اچھا یہ بتاؤ کہ تمہیں کہانیاں کون سی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پسند ہیں ؟ مَیں نے سِرے سے بات ہی بدل دی۔ لیکن شاید ابھی تک سلمان کے ننھے سے ذہن میں پہلا سوال ہی سمایا ہوُا ہے۔ اُس نے بے ساختہ کہا کہ مجھے جُرأت اور بہادری کی کہانیاں پسند ہیں۔ اپنے بہادر جانبازوں کے وجد آفریں کارنامے پڑھ کر میرے دل میں یہ شوق پیدا ہوتا ہے کہ کاش مَیں جوان ہوتا اور ان سے بڑھ کر عظیم کارنامے دنیا کے سامنے پیش کرتا۔ جب مَیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہ کرامؓ کے واقعات پڑھتا ہوں تو میرے اندر ایک نیا جوش اور نیا ولولہ پیدا ہو جاتا ہے۔ بھائی جان! مجھے معاذؓ اور معوذؓ کا واقعہ آج بھی اچھی طرح یاد ہے"۔ سلمان کا چہرہ شدّتِ جذبات سے سُرخ ہو چکا تھا۔

اچھا! ذرا سُناؤ تو سہی وہ واقعہ ہمیں بھی۔ اور سلمان نے شروع سے لے کر آخر تک یہ ایمان افروز واقعہ بغیر کسی کم و کاست کے سُنا دیا اور مَیں حیرت میں ڈوب گیا۔ یہ کم سِنی! اور اتنی معلومات۔ تمہیں کون سی کھیل پسند ہے ؟ مَیں نے اگلا سوال کیا، مختصر سا جواب ملا۔ فٹ بال۔ اچھا دیکھو سچ سچ بتانا تمہارے استاد کا برتاؤ تمہارے ساتھ کیسا ہے ؟ سلمان کے چہرے پر یکلخت سنجیدگی چھا گئی۔ "دیکھیں بھائی جان! جو شاگرد اپنے استاد کی عزّت کرتا ہے استاد کے دل میں اس کی قدر و منزلت بڑھ جاتی ہے اور پھر وہ بھی اُسے عزّت کی نگاہ سے دیکھنے لگتا ہے۔ مَیں تو ہمیشہ یونہی کرتا ہوں"۔

کیا تم اطفال الاحمدیہ کے تمام پروگراموں میں شامل ہوتے ہو ؟ مَیں نے ایک ضروری سوال پوچھا "جی ہاں بھائی جان! ہمارا سب سے بڑا پروگرام تو نماز پڑھنا ہے اور یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ مَیں پانچوں نمازیں بلاناغہ مسجد میں ادا کرتا ہوں۔ اطفال کا ماہانہ چندہ ہر ماہ کی یکم تاریخ کو خود سیکرٹری مال کے گھر جا کر ادا کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ مجلس کے اجلاسوں میں بھی باقاعدگی سے شامل ہوتا ہوں۔

دن بھر کا تھکا ہارا سُورج دُور افق میں ڈوب رہا تھا لیکن ابھی بہت سے سوالات پوچھنے باقی تھے۔ ابھی مَیں اگلا سوال پوچھنے کی تیاری ہی کر رہا تھا کہ سلمان اُٹھ کھڑا ہوُا اچھا بھائی جان! مجھے اجازت دیں کیونکہ نماز کا وقت ہو رہا ہے۔ اور ابھی مجھے گھر پہنچنا ہے۔ بڑے شوق سے، لیکن اپنا پورا نام تو بتاتے جاؤ مَیں نے بادلِ نخواستہ پوچھا۔ اُدھر سے آواز آئی "محمد سلمان فارس"۔ کتنا خوبصورت نام ہے۔ اور میرا ذہن یکلخت چودہ سَو سال پیچھے جھانک کر اِس نام کے کسی شخص کو ڈھونڈنے لگا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ضدّی "کیروکی" — اور — بہادر نوجوان

(طارق احمد بٹ۔ کراچی)

ضدّی "کیروکی" جینٹ مارٹون، گاؤں میں مزدوری کیا کرتا تھا۔ کیروکی وہاں کے لوگوں میں سب سے امیر تھا۔ اس کے پاس بہت سے کھیت تھے۔ مکان اور چراگاہیں بھی کافی تھیں۔ وہ پیدل ایک قدم بھی نہیں چلتا تھا۔ اگر اسے اپنے گھر کا صحن یا دالان پار کرنا ہوتا تو پالکی میں بیٹھ کر پار کرتا تھا اس کی پالکی چار آدمی اپنے کندھوں پر اُٹھاتے تھے۔

کیروکی اگر صرف دولت مند ہی ہوتا تو کوئی بات نہ ہوتی۔ جتنا وہ دولت مند تھا اس سے کہیں زیادہ ضدّی تھا۔ وہ ہمیشہ اپنی شان بنائے رکھنے کی کوشش کرتا تھا۔ دوسرے کسان غریب تھے وہ ان سے ملنا جلنا تک پسند نہیں کرتا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ غریب اور مفلس لوگ اسے سلام کریں اور اسے دیکھ کر ادب کے ساتھ اپنی ٹوپی اُتار لیا کریں۔

جب کبھی وہ باہر نکلتا تو غریب کسان نہایت ادب کے ساتھ اپنی ٹوپیاں اُتار لیتے۔ وہ دانت نکال کر ہنس پڑتا۔ اس نے کبھی سلام کے جواب میں اپنی ٹوپی تک ہاتھ بھی نہیں اُٹھایا تھا۔ وہ کہتا تھا "اگر مَیں ہر آدمی کے سلام کا جواب دینے لگوں تو دن بھر اپنا ہاتھ پمپ کی طرح اُوپر نیچے ہی کرتا رہوں۔"

ایک دن گاؤں میں آگ لگ گئی۔ رات بھر میں کسانوں کی جھونپڑیاں جل کر راکھ ہو گئیں۔ اب ان کے پاس ٹوٹے پھوٹے چھپّر بھی نہیں تھے۔

صبح کیروکی سجی سجائی گاڑی میں بیٹھ کر گاؤں میں آیا۔ وہ سوچ رہا تھا "مَیں امیر کبیر ہوں مجھے دیکھتے ہی کسان اپنی ٹوپیاں اُتار لیں گے۔ مَیں اپنی ہمدردی اور رحم دلی دکھانے کے لئے ان کے سامنے سونے کے دو چار سکّے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پھینک دوں گا۔"

کیروکی نے دیکھا کہ سبھی کسانوں نے اپنی ٹوپیاں اُتار لی ہیں مگر ایک نوجوان اب تک سُنہری پَردار ٹوپی پہنے کھڑا ہے۔ وہ نوجوان لمبے قد کا تھا اور کافی مضبوط دکھائی دیتا تھا۔ اس کی بڑی بڑی کالی آنکھیں آگ کے انگاروں کی طرح جل رہی تھیں۔ وہ کسی دوسرے گاؤں کا غریب طالب علم معلوم ہوتا تھا اس کے کپڑے گندے تھے اور جُوتوں پر دُھول کی موٹی تہہ جمی ہوئی تھی۔

اسے دیکھ کر کیروکی آگ بگولا ہو گیا وہ اپنے چھُرے کی طرف گھورنے لگا۔ اس نے بگڑ کر پوچھا "یہ بدتمیز کون ہے؟ کہاں کا امیر ہے کہ مجھے سلام تک نہیں کرتا!"

اس نوجوان نے جواب دیا "مَیں جانتا ہی نہیں کہ آپ ہیں کون؟"

"کیا میرے قیمتی کپڑوں اور شان دار گاڑی کو دیکھ کر بھی تم نہیں سمجھ سکتے کہ مَیں کون ہوں؟ اپنی ٹوپی اُتار کر مجھے سلام کرو۔"

"کیوں سلام کروں؟"

"کیونکہ مَیں امیر ہوں۔ میری جیب میں سونے کے سَو سکّے ہیں۔"

کیروکی نے اپنی جیب پر ہاتھ مارا اور سونے کے سکّے بج اُٹھے۔

نوجوان پر اس کا کچھ بھی اثر نہیں پڑا وہ بولا "مَیں سونے کے سَو سکّوں کے سامنے اپنا سَر نہیں جھکاؤں گا۔"

گاؤں کے لوگ ایک دوسرے کا مونہہ تکنے لگے۔ نوجوان کا جواب سُن کر انہیں بڑی خوشی ہوئی۔ کیروکی اُلجھن میں پڑ گیا۔ وہ نہیں سمجھ رہا تھا کہ کس طرح اس نوجوان کی ٹوپی اُتروائے۔

"اگر تم اپنی ٹوپی اُتار لو تو مَیں تمہیں سونے کے پچّاس سکّے دے دوں گا۔ اِس وقت تمہارے پاس ایک کھوٹا سکّہ بھی نہیں ہے۔ صرف اپنی ٹوپی اُتار کر تم پچّاس سُنہری سکّے حاصل کر سکتے ہو۔" کیروکی نے مُسکرا کر کہا۔

نوجوان نے کیروکی سے پچّاس سکّے لے لئے اس نے انہیں اپنے ہاتھ میں بجایا اور جیب میں رکھ لیا۔ پھر وہ کیروکی سے بولا "اچھا بھائی اب جتنے سکّے تمہارے پاس ہیں اتنے ہی میرے پاس بھی ہیں۔ میری حیثیت اَب بالکل تمہارے برابر ہے اگر تم مجھے سلام نہیں کرتے تو مَیں تمہیں کیوں سلام کروں؟"

آس پاس کھڑے ہوئے لوگ مُسکرانے لگے۔ نوجوان کی اِس چال سے کیروکی پریشان ہو گیا۔ وہ کسی نہ کسی طرح اس کی ٹوپی اُتروانا ہی چاہتا تھا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آخر کیروکی نے سوچا کہ بگڑنے سے کام نہیں چلے گا۔ وہ خوشامد کرتے ہوئے بولا "بھائی مجھے سلام کرنے کے لئے اپنی ٹوپی اُتار لو اور باقی بچے ہوئے سکّے بھی لے لو۔"

نوجوان نے باقی سکّے بھی لے لئے اور بگڑ کر کہا "کیروکی تُو کس مونہہ سے بات کرتا ہے اب تیرے پاس ایک کھوٹا سکّہ بھی نہیں ہے۔ میری جیب میں سونے کے سَو سکّے ہیں۔ مَیں امیر ہوں مَیں تجھے کیوں سلام کروں تُو خود میرے جیسے امیر آدمی کو تین بار ٹوپی اُتار کر سلام کر۔"

لوگ ہنس پڑے۔ کیروکی وہاں سے اُلٹے پاؤں بھاگا۔

نوجوان نے سونے کے ان سکّوں کو غریب کسانوں میں بانٹ دیا۔ وہ بے چارے اس وقت بڑی مصیبت میں تھے۔ ان کا گھر بار جل کر راکھ ہو گیا تھا۔ ان سکّوں سے انہیں بڑی مدد ملی۔ وہ نوجوان کا شکریہ ادا کرنے لگے۔

نوجوان سکّے بانٹ کر اپنی راہ چل دیا مگر کسانوں نے اسے روک لیا اور پوچھا "بھائی تمہارا نام کیا ہے؟ ہمارے بچّے تمہیں یاد کریں گے اور دعائیں دیں گے۔"

"میرا نام 'سینڈور پیٹوکی' ہے۔"

نوجوان نے جواب دیا اور اس نے کسانوں کو سلام کرنے کے لئے اپنی ٹوپی اُتار کر ہلائی ؎

دماغ لڑاؤ

ایک دفعہ ایک زمیندار اپنے باغوں سے واپس آیا تو اپنے ساتھ سیب لے آیا اس نے اپنی تینوں بہوؤں کو کہا کہ اپنے اپنے حصّہ کے سیب لے لیں۔ سب سے پہلے ایک بہو نے سیبوں کا تیسرا حصّہ لے لیا۔ پھر دوسری آئی اس نے سمجھا کہ پہلے مَیں آئی ہوں اس نے بھی بقایا کا تیسرا حصّہ لے لیا۔ اس کے بعد تیسری بہو آئی اس نے بھی بقایا کا تیسرا حصّہ لے لیا۔ اب اس زمیندار نے تینوں بہوؤں کو بُلایا اور سب میں بقایا سیب برابر برابر تقسیم کر دیئے۔ بتایئے کہ کُل کتنے سیب تھے؟

(محمد اسجد میر۔ گوجرانوالہ شہر)

(۲)

ملکوں اور شہروں کے نام بتائیں:۔

(۱) ط س ن ف ی ل (۲) ل گ ت گ

(۳) گ ک ا ہ ن ا گ ن (۴) پ ل ی ا ن

(۵) گ ا چ م ا ٹ (۶) و ا ک ی س ل ٹ

(زاہد محمود احمد۔ ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چوری کی سزا

(ناہید فاطمہ ملک)

یہ بالکل سچّا واقعہ ہے جو کہ ہماری امّی جان نے سُنایا۔ یہ ۱۹۴۷ء سے قبل کا واقعہ ہے کہ جمّوں کشمیر کے مہاراجہ کا دربار چھ ماہ موسمِ گرما میں کشمیر میں لگتا تھا اور چھ ماہ موسمِ سرما میں جموں میں۔ اِس لئے ملازم لوگ چھ ماہ کشمیر میں اور چھ ماہ جموں میں رہتے تھے۔

اسی طرح ایک دفعہ موسمِ سرما میں ایک کشمیری خاندان جموں میں ہمارے محلے میں رہائش پذیر ہوُا اور محلے میں ایک عورت کا مُرغا گُم ہو گیا۔ اس عورت بےچاری نے بہت ڈھونڈا مگر نہ ملا۔ سب سے پوچھا مُرغا نہ ملنا تھا نہ ملا۔ اُس عورت نے بہت بددعائیں دیں مگر ان بددعاؤں کا کسی پر اثر نہ ہوُا۔ چھ ماہ بعد وہ کشمیری خاندان واپس چلا گیا وہاں جاکر اس خاندان کی عورت فوت ہو گئی۔ کچھ دنوں بعد اس عورت کے بھائی نے خواب دیکھا کہ میری بہن نہایت ہی دردناک عذاب میں مُبتلا ہے۔ بھائی سے یہ حالت نہ دیکھی گئی اس نے بہن سے پوچھا کِس جرم کی سزا ہے۔ بہن نے کہا جو مُرغا چوری ہوُا تھا وہ مَیں نے چُرا کر کھا لیا تھا یہ اس کی سزا مل رہی ہے۔ بھائی نے کہا تمہیں اس تکلیف سے چھٹکارا کیسے مِل سکتا ہے۔ بہن کہنے لگی وہ عورت مرغے کی قیمت لے لے یا مجھے میرا گناہ معاف کر دے تب مجھے اس عذاب سے رہائی ہو گی۔ اس کے بھائی کی جب آنکھ کھُلی تو وہ آبدیدہ تھا۔ سخت گھبرایا۔ وہ فوراً دوسرے روز جموں روانہ ہو گیا اور وہاں پہنچ کر مرغ کی مالکہ کے پاس گیا۔ سارا ماجرہ کہہ سُنایا۔ وہ عورت حیران تھی کہ مجھے تمہاری بہن پر شک بھی نہ تھا اچھا مَیں اُسے معاف

(باقی ص ۳۴ پر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہے عمل میں کامیابی موت میں ہے زندگی

جا لپٹ جا لہر سے دریا کی کچھ پروا نہ کر

(عبد الحمید گوندل۔ سیالکوٹ)

ہے عمل میں کامیابی موت میں ہے زندگی
جا لپٹ جا لہر سے دریا کی کچھ پروا نہ کر

مَیں ایک کتاب دیکھ رہا تھا کہ یہ شعر پڑھتے ہی طبیعت پڑھک گئی۔ نظریں اِس شعر پہ آکر ساکن ہو گئیں جیسے کسی نے زنجیر پہنا دی ہو۔ مزید آگے پڑھنے کی ہمّت نہ رہی۔ فوراً ایک ایسی ہستی یاد آگئی جس نے مجھے بچپن کی نادان عمر میں علم و معرفت کی روشنی بخشی۔ مجھے اس وقت حالات اور زمانے سے مقابلہ کرنے کی نصیحت کی جب مَیں زمانے کے نشیب و فراز سے بے خبر تھا اور دُنیا کے سرد و گرم سے ناآشنا تھا۔ میری کائنات ایک ننھے مُنے ماحول کے اندر مقیّد تھی۔

آج یہ شعر پڑھ کر میرے ذہن کی سطح پر چند نقوش اُبھر رہے ہیں جن میں مجھے اپنے دادا جان کی صورت بالکل صاف دکھائی دے رہی ہے۔ کتنی محبّت تھی انہیں مجھ سے۔ گو اُن کی پاکیزہ رُوح اب اِس زلیت کے بندھن سے آزاد ہو کر خلا پار کر چکی ہے مگر اُن کی بے لوث شفقت و محبّت مَیں اب بھی محسوس کرتا ہوں جیسے وہ مجھے گود میں لئے دلچسپ واقعات سُنا رہے ہوں اور نصیحتیں کر رہے ہوں۔ وہ اکثر مجھے گود میں لے کر یہ شعر پڑھا کرتے تھے ؎

ہے عمل میں کامیابی موت میں ہے زندگی
جا لپٹ جا لہر سے دریا کی کچھ پروا نہ کر

ہم سب بہن بھائی کھیلنے کی بجائے دادا جان کے پاس بیٹھ جاتے آپ سے سبق پڑھتے، مزیدار کہانیاں سُنتے، اُن کے چہرے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی جھریوں سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ انہوں نے حیات کے اس کارخانہ سے بہت کچھ سیکھا ہے وہ اکثر کہا کرتے تھے بیٹا تم زندگی میں محنت، ہمت اور صبر سے کام لینا۔ بزرگوں کی باتوں پر عمل کرنا۔ ہر اچھی بات کہنے والے کی بات پر عمل کرنا یہ ذہن سے نکالتے ہوئے کہ آیا کہنے والا کوئی اچھا آدمی ہے یا بُرا؟ اگر تم اِن اصولوں پر زندگی بسر کرو گے تو دین اور دُنیا دونوں میں کامیابی حاصل کرو گے۔

آپ بتاتے کہ جب مَیں نے احمدیت قبول کی اور مسیح موعود علیہ السلام کو پہچان کر سجدہ شکر ادا کیا تو تمام دوستوں کے علاوہ سب رشتہ داروں نے مجھے گندی شے سمجھتے ہوئے اپنی دُنیا سے علیحدہ کر دیا۔ انہوں نے مجھے حرفِ غلط کی طرح مٹانا چاہا تھا مگر خدا تعالےٰ نے مسیح موعود علیہ السلام و احمدیت کی برکت سے مجھے ترقی عطا فرمائی۔ اسلام و احمدیت کی تعلیم پر عمل پیرا ہوتے ہوئے مجھے جو روحانی سکون نصیب ہوا ہے اس کا نتیجہ آج تم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہو میرے پاس اولاد بھی ہے، دنیوی اور دینی نعمتیں بھی ہیں۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے سب کچھ ہے۔ وہی رشتہ دار جنہوں نے مجھے نفرت کی نظر سے دیکھا تھا آج مجھے معزز سمجھتے ہوئے گلے سے لگاتے ہیں۔ باتیں سُناتے سُناتے اُن کی آنکھوں میں نمی سی تیر جاتی اور آواز کانپنے لگتی۔

"بیٹا تم بھی اسلام و احمدیت پر عمل پیرا رہنا اور ہر بات پر اسے مقدم رکھنا" مَیں کچھ سمجھتے اور کچھ نہ سمجھتے ہوئے دادا جان کی باتیں سُنتا رہتا۔

آج گو دادا جان میری زندگی میں موجود نہیں لیکن ان کی بتائی ہوئی راہیں میری راہنما ہیں۔ ہر مشکل وقت پر اُن کی نصیحتیں مجھے سہارا دیتی ہیں جب کبھی مَیں حالات کے دھارے میں بہتا ہوا غلط راہوں پر بھٹکنے لگتا ہوں تو مجھے کوئی غیبی طاقت روحانی راہوں پر گامزن ہونے کے لئے مجبور کرتی ہے۔ مَیں نے ہر لمحہ دادا جان کی نصیحتوں پر عمل پیرا ہو کر دنیا کو سیر ہوتے دیکھا ہے۔

عزیز بھائیو! حقیقت بھی یہی ہے کہ جس جس انسان نے محنت سے کام لیا۔ اسلام و احمدیت پر عمل کیا لوگوں نے اس کی سُرخروئی دُنیا میں اپنی آنکھوں سے دیکھی۔ ہمارے مسلمان بھی جب محنت سے ہر کام کو عملی جامہ پہناتے ہوئے میدانِ عمل میں اُترے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں ایسی ترقیات سے نوازا اور ایسی بلندیاں انہیں عطا کیں کہ دنیا کے وہ راہنما اور ہادی بھی ہوئے۔ دنیا کے وہ معلّم اور مُحسن بھی ٹھہرے۔ اللہ تعالیٰ سے حقیقی تعلق پیدا کر کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وہ الحفیظ اور العلیم کی صفات کے مظہر بنے۔ وہ قرآن کا نُور اپنے سینوں میں لئے باطل کی تاریک وادیوں میں شمعِ ایمان روشن کرتے رہے۔ انہوں نے ایک دنیا کو نئی زندگی سے ہمکنار کیا اور باطل کی گھناؤنی اور تاریک وادیوں میں اللہ اکبر کی صدائیں بلند کیں۔ میدانِ عمل میں انہوں نے تین سو تیرہ کی نسبت ایک ہزار کے چھکّے چھوڑا دیئے۔ مکّہ کو بُت پرستی سے پاک کر کے خدائے واحد کا نام بلند کیا۔ اور اسلام کا پرچم لہرایا اور اپنی جامع صفات کا نمونہ پیش کرتے ہوئے یہ کہا کہ جاؤ ہم نے تم کو معاف کیا ہم تمہارے کسی ظلم کا بدلہ نہیں لیتے۔ آج بادشاہ ایسی مثال پیش کرنے سے قاصر نظر آتے ہیں۔ انہوں نے روحانی راہوں پر چلتے ہوئے وہ منزل پائی جس سے دوسرے سب محروم رہے۔

مگر جب ہم نے عملی پہلو سے غفلت برتی تو ہم انسانی شرف سے محروم ہو کر بہیمیت کا شکار ہو گئے اور خدا تعالیٰ کی عقل و شعور جیسی بے شمار اور بیش بہا نعمتوں کی بلندیوں سے پستیوں پر آ گرے اور ہم سے ایسے افعال سرزد ہونے لگے جن کو دیکھ کر کائنات کا ذرّہ ذرّہ کانپ اُٹھا۔

ہم میدانِ عمل سے نکل کر گھر بیٹھے حالات کا ماتم کرتے رہے اور ماتم کدہ میں بیٹھ کر ہاتھ پھیلائے آہ و فغاں کرتے رہے۔ اس نادان ملّاح کی طرح جو ہمّت کو چھوڑ کر منجدھار میں مدد کے لئے پکارنا شروع کر دے مگر کبھی ایسا ہوتا ہے کہ سفینہ کے ساحل کو چھونے سے پیشتر کنارے ڈوب جاتے ہیں اور مسلسل گرداب میں سفینوں کا مقدّر بن کر رہ جاتا ہے تو اس حالت میں مسلسل گرداب سے بچانے کے لئے ایک رُوح تڑپی اور کیا ہی پیاری راہ بتائی کہ مسلمانو تم نجاست، کاہلی اور غلط رسومات کی زنجیروں سے نکل کر خدائے واحد کی طرف توجہ کرو۔ اس کی بتائی ہوئی راہوں پر چلو۔ اپنی مشکلات اسی سے کہو ؎

حاجتیں پوری کریں گے کیا تیری عاجز بشر
کر بیاں سب حاجتیں حاجت روا کے سامنے

تو عزیز بھائیو! آج کی دُنیا ہم سے عمل مانگتی ہے۔ لمبی لمبی زوردار اور طولانی سلسلۂ تقاریر کا زمانہ ختم ہو گیا اب ہمیں خود دنیا کو عمل کے ذریعہ مادیت پرستی کی راہوں سے نکال کر روحانی راہوں پر گامزن کرنا ہو گا۔ ہمیں پہلے ان کے سامنے اپنا صحیح نمونہ پیش کرنا ہو گا۔ دُنیا کے مشرق میں بھی اور دُنیا کے مغرب میں بھی، دُنیا کے شمال میں بھی اور دُنیا کے جنوب میں بھی کئی پیاسی رُوحیں ہم سے آبِ حیات لینے کے لئے ہماری منتظر ہیں۔ اُٹھو اور ان کو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلا بخشو ؎

کام مشکل ہے بہت منزلِ مقصود ہے دُور
اے میرے اہلِ وفا سُستی کبھی گام نہ ہو

سو اے بھائیو! اپنی جگہ محنت اور ہمّت سے کام کرو اور اپنے امام کی آواز پر لبّیک کہتے ہوئے اپنے عمل کے ذریعہ دُنیا کے دِل جیت کر محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قدموں پر نچھاور کر دو۔ تم احمدی بچّے ہو اپنے آپ کو صحیح رنگ میں حقیقتاً احمدی طفل ثابت کرو تا دُنیا یہ کہنے پر مجبور ہو جائے کہ احمدی بچّے بھی علمی و عملی اور تبلیغی میدان میں سنگِ میل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ تم بچّے ہی کل کے نوجوان بنو گے قومی ذمّہ داریاں تمہارے کندھوں پر ڈالی جائیں گی۔

سو اُٹھو اور کوشش کرو۔ محنت کرو اور قربانیاں دو اور ایثار دکھاؤ تاکہ تم ان تمام برکات اور فیوض کو حاصل کر سکو۔ تو تم دیکھو گے کہ رُوحانی ترقیات کی غیر محدود راہیں تم پر کُھلتی چلی جائیں گی۔ تم دیکھو گے کہ تمہیں ہر قدم پر ایک نئی روشنی عطا ہو گی۔ سو تم اخلاص، وفا، ایثار اور محبت کا عملی نمونہ پیش کرو ؎

ہے عمل میں کامیابی موت میں ہے زندگی
جا لپٹ جا لہر سے دریا کی کچھ پروا نہ کر

گرانقدر تصائح

ملکہ وکٹوریہ کی پوتی نے کرسمس کے موقع پر اپنی دادی جان کو خط لکھا کہ اس کو پیسوں کی ضرورت ہے اِس لئے کرسمس کے موقع پر کسی تحفے کی بجائے اگر نقد رقم ارسال کی جائے تو بڑا کرم ہو گا۔ ملکہ وکٹوریہ نے جواب میں پوتی کو ایک نصیحت آمیز خط لکھا جس میں اس کو کفایت شعاری کے فائدوں سے آگاہ کیا اور آخر میں لکھا تمہیں نقد رقم نہیں دی جا سکتی اس کی جگہ تحفے بھیج دیئے جائیں گے۔ پوتی نے دادی کی بات مان لی اور ان کی نصیحتوں کا شکریہ ادا کرتے ہوئے لکھا:۔

"آپ کی گراں مایہ نصیحتوں
کا شکریہ۔ حسبِ ارشاد
کرسمس کے موقع پر تحائف
ہی ارسال فرما دیجئے۔ مجھے
آپ کی تجویز سے اتفاق ہے
اور مجھے جتنی بھی رقم درکار
تھی میں نے آپ کا خط فروخت
کر کے اپنی ضرورت پُوری کر لی ہے"

(خالد محمود، ملک بھلوال)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قائدِ اعظم اور سفارش

خالد محمود ملک۔ بھلوال (سرگودھا)

قائدِ اعظم محمد علی جناح کسی کی سفارش نہیں کرتے تھے۔ شامتِ اعمال معاش کا مارا ایک نوجوان طالب علم قائدِ اعظم سے ملا اور کسی جگہ کی نشاندہی کرتے ہوئے کہا کہ "آپ فلاں صاحب سے میری سفارش کر دیں"۔ قائدِ اعظم جو کہ اپنے اصولوں کی سختی سے پابندی کرتے تھے انکار کر دیا۔ پھر کچھ سوچ کر طالب علم سے چند سوالات پوچھے۔ انہوں نے پوچھا "کیا دورانِ طالب علمی کبھی کھیلوں میں بھی حصّہ لیا تھا؟" طالب علم نے جواب دیا "نہیں"۔ دوسرا سوال تھا "کالج یا یونیورسٹی کی ادبی مصروفیات میں تمہارا کتنا حصّہ تھا؟" طالب علم نے کہا کہ "مَیں ادبی مصروفیات سے بھی لاتعلق رہا"۔ قائدِ اعظم نے تیسرا سوال کیا "کالج یا یونیورسٹی کی کوئی بھی ایسی مشغولیت تھی جس میں تم نے حصّہ لیا ہو؟" طالب علم نے پھر نفی میں گردن ہلا دی کہ "نہیں مَیں دورانِ تعلیم پڑھنے لکھنے کے علاوہ وہاں کی ہر چیز سے لاتعلق رہا"۔ قائدِ اعظم نے اسے ڈانٹ دیا "نکل جاؤ میرے کمرے سے، تم جیسے نکمّے اور فضول آدمی کی مَیں سفارش نہیں کر سکتا"۔ نوجوان طالب علم افسردگی سے پیچھے ہٹا اور الوداعی سلام کر کے یہ کہتے ہوئے رخصت ہو گیا "آپ سفارش کریں یا نہ کریں مجھے اس کی پروا نہیں مگر بندہ جھوٹ ہرگز نہیں بولے گا"۔ قائدِ اعظم تیزی سے اس کی طرف لپکے لیکن وہ کمرہ چھوڑ چکا تھا۔ قائدِ اعظم نے اپنے سیکرٹری کو حکم دیا کہ "اس نوجوان کو روکو اور دوبارہ میرے پاس لاؤ"۔ وہ نوجوان دوبارہ قائدِ اعظم کے پاس لایا گیا تو قائدِ اعظم کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ کی لہر نمودار ہوئی۔ آپ نے فرمایا "مَیں تمہاری سفارش کر دوں گا اپنے

(باقی صـ۳۴ پر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نشانِ حیدر کا پانچواں حقدار

میجر محمد اکرم شہید

— نیک محمد۔ ربوہ —

جونہی ہمارے ازلی اور مکّار دشمن بھارت نے ایک دفعہ پھر ہمارے ملک کی سالمیّت کو للکارا ہماری مسلّح بہادر افواج باطل کے طوفان کے سامنے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن گئیں۔ ہمارا ایک ایک بہادر مجاہد جذبۂ شہادت سے سرشار تھا انہوں نے ہر محاذ پر شجاعت کے وہ جوہر دکھائے کہ دشمن بھی ان کی تعریف کئے بغیر نہ رہ سکا۔

انہیں جانبازوں میں سے ایک میجر محمد اکرم شہید ہیں۔ دسمبر ۱۹۷۱ء کی ہندو پاک جنگ میں آپ مشرقی پاکستان میں "ہلّی" کے محاذ پر تعیّنات تھے۔

مشرقی پاکستان پر قبضہ کے لئے ہلّی کو مرکزی حیثیت حاصل تھی۔ دشمن چاہتا تھا کہ یہاں قبضہ کر کے شمالی علاقہ میں تعیّنات دستوں کو سپلائی سے مکمّل طور پر محروم کر دے۔

لیکن میجر محمد اکرم شہید دشمن کے ارادے سے خوب باخبر تھے۔ باوجود تعداد میں کمی، سپلائی لائن کی عدم موجودگی اور فضائیہ کی مدد کے بغیر آپ کی کمپنی نے مسلسل کئی دن تک دشمن کی یلغار کو روکے رکھا۔ دشمن کی اندھا دھند گولہ باری، بے شمار ٹینکوں، توپوں اور لاتعداد پیادہ سپاہیوں کی یلغار کے باوجود میجر اکرم شہید نے اپنی پوزیشن نہ بدلی۔ بے پناہ جرأت اور مثالی قیادت کا مظاہرہ کرتے ہوئے آپ وطن کی آن پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قربان ہو گئے لیکن آپ کے جیتے جی دشمن پاک وطن کی ایک انچ زمین پر بھی قبضہ نہ کر سکا۔ آپ کی اِن عظیم خدمات کے اعتراف فرض شناسی اور مثالی قیادت کا مظاہرہ کرنے پر صدرِ پاکستان نے آپ کو پاکستان کا سب سے بڑا جنگی اعزاز "نشانِ حیدر" عطا کرنے کا اعلان کیا۔ میجر محمد اکرم شہید نشانِ حیدر پانے والوں میں پانچویں نمبر پر ہیں۔ اِس سے قبل یہ اعزاز حاصل کرنیوالے شہیدوں کے نام یہ ہیں :-

(۱) کیپٹن سرور شہید (پاکستان آرمی)
(۲) میجر طفیل شہید (〃 〃)
(۳) میجر عزیز بھٹی شہید (〃 〃)
(۴) پائلٹ آفیسر راشد منہاس (پاکستان ائیر فورس)

میجر اکرم شہید ڈنگہ ضلع گجرات میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والدِ محترم کا اسمِ گرامی سخی محمد صاحب ہے جو پاک فوج کے پنشنر ہیں۔

آپ نے ابھی نویں جماعت کا امتحان پاس کیا تھا کہ ۱۹۵۳ء میں ایک بوائے رنگروٹ کی حیثیت سے فوج میں بھرتی ہو گئے۔ انتھک محنت اور اعلیٰ قابلیت کے نتیجہ میں پاکستان آرمی اسپیشل کا امتحان پاس کیا۔ آپ نے بہت جلد جلد ترقی کی۔ آپکے ایک پلاٹون کمانڈر نے آپ کی رپورٹ میں لکھا تھا کہ :-

"یہ نوجوان کیڈٹ لڑائی میں ایک دن بڑا نام پیدا کرے گا۔"

اپنے افسر کے یہ الفاظ میجر محمد اکرم شہید نے ہلّی کے محاذ پر سچ کر دکھائے۔ میجر محمد اکرم شہید دینِ اسلام، قوم اور وطن سے بے پناہ محبت رکھتے تھے۔ وطنِ عزیز کے دفاع جیسے عظیم مقصد کے حصول کے لئے جان تک نثار کرنے کو اپنے لئے باعثِ فخر سمجھتے تھے چنانچہ ۱۵۔ جولائی ۱۹۷۱ء کو مشرقی پاکستان سے اپنے والد کے نام ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں :-

"اسلام، قوم اور ملک کی حفاظت کے سلسلہ میں کوئی جان قیمتی نہیں ہے۔ ہم سب کا فرض ہے کہ مذہب، اور ملک کی حفاظت کے لئے اپنی جان قربانی کے لئے پیش کریں۔ ..... ہمارا ایمان ہے کہ موت کا وقت، جگہ اور واقعات سب پہلے سے مقرر ہیں .... تو پھر فکر کس بات کی ہے۔ ہمارے لئے یہی بہتر ہے کہ ہم اپنے ملک، مذہب اور اپنی افواج کی حفاظت کے لئے دعا کرتے رہیں۔ ہم عزم کئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہوئے ہیں کہ پاکستان کے دشمنوں کو نیست و نابود کر کے دم لیں گے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اِس کام کے کرنے کی توفیق عطا کرے۔

زیادہ آداب

آپ کا بیٹا :۔ اکرم ملک"

قوموں کی زندگی اور ترقی کے لئے قربانی اور ایثار کا جذبہ بہت ضروری ہوُا کرتا ہے۔ دُنیا میں وہی قومیں شہرت کے آسمان پر چاند اور ستارے بن کر چمکتی ہیں جو اپنے شہیروں کی زندہ وجاوید روایات کو اپنے عمل سے تازہ کرنے کے لئے ہمیشہ تیار رہتی ہیں۔ پس ہمیں اپنے عظیم شہداء کی روایات کو اپنے عمل سے زندہ رکھنا ہے۔

پاکستان کا بچّہ بچّہ وطنِ عزیز کے دفاع کی خاطر جان تک کی بازی لگا دینے والوں کو سلام کرتا ہے۔ خدا ان سب پر اپنی بے شمار رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین ؂

تشحیذ الاذہان کی توسیع اشاعت میں حصّہ لینا اطفال الاحمدیہ کا فرض ہے۔

(منیجر تشحیذ الاذہان)

چوری کی سزا

(بقیہ صـ ۲۶)

کرتی ہوں۔ اللہ تعالیٰ بھی اسے معاف کریں۔ اِس طرح وہ عورت عذاب سے بچی۔

احمدی بچّوں کو چاہیئے کہ معمولی معمولی چیزوں کو چلانے سے پرہیز کریں تا کہ دردناک عذاب سے بچیں ؂

قائدِ اعظم اور سفارش

(بقیہ صـ ۳۱)

اصول کو توڑتے ہوئے زندگی میں پہلی بار" "میں سفارش نہیں کیا کرتا یہ میری زندگی کا ایک قیمتی اصول ہے۔ لیکن تم بھی مجھ سے وعدہ کرو کہ تم آئندہ بھی کبھی جھوٹ نہ بولو گے بالکل اسی طرح جس طرح تم نے ابھی کہا ہے"

اور قائدِ اعظم نے غالباً زندگی میں پہلی بار سچ کی خاطر اپنے نہایت قیمتی اصول کو توڑ دیا ؂

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فضول خرچ عورت

(قمر داؤد کھوکھر۔ کراچی)

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک عورت تھی جس کے پاس دس۱۰ گائیں تھیں اس کے ساتھ والے مکان میں ایک دوسری عورت رہتی تھی جس کے پاس صرف دو۲ گائیں تھیں دس۱۰ گائیں والی عورت بڑی فضول خرچ تھی۔ وہ اپنی تمام گائیوں کا سارا دودھ فروخت کر دیتی اور جو آمد ہوتی وہ ساری خرچ کر دیتی اور اس کی حالت یہ ہو جاتی کہ اس کے پاس باوجود دس۱۰ گائیوں کے ہونے کے پاؤ بھر گھی بھی نہ ہوتا۔ اس کے برعکس وہ عورت جس کے پاس صرف دو۲ گائیں تھیں وہ بڑی کفایت شعار تھی اور بالکل فضول خرچی سے کام نہ لیتی تھی۔ اس لئے اس کے پاس کھانے پینے کے لئے سب کچھ ہوتا۔ وہ اپنی دو۲ گائیوں سے ہر ماہ بہت سا گھی جمع کر لیتی۔ جس عورت کے پاس دس۱۰ گائیں تھیں۔ ایک مرتبہ فضول خرچی کی وجہ سے اس کی یہ حالت ہو گئی کہ اس کے پاس گھی بالکل ختم ہو گیا۔ جب اس کے پاس گھی نہ رہا تو اس نے اپنی ہمسایہ عورت سے کچھ گھی اُدھار مانگا اور کہا کہ مہینہ ختم ہونے پر تمہیں یہ گھی واپس کر دوں گی۔ جب مہینہ ختم ہونے کو آیا تو دو۲ گائیوں والی عورت نے دوسری عورت سے جو دس۱۰ گائیوں کی مالک تھی اپنا گھی واپس مانگا مگر اس نے صاف انکار کر دیا اور کہا کہ میں دس۱۰ گائیوں کی مالک ہوں مجھے تم سے گھی اُدھار لینے کی کیا ضرورت تھی۔ دو۲ گائیوں والی عورت نے سارا معاملہ پولیس کے سامنے رکھ دیا۔ پولیس انسپکٹر بڑا ہوشیار تھا اس نے بہت سوچنے کے بعد حقیقت معلوم کرنے کے لئے ایک تدبیر نکالی اس نے تھانے کے باہر بہت سا پانی چھوڑ کر کیچڑ ہی کیچڑ کر دیا پھر دونوں عورتوں کو تھانے میں ننگے پاؤں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حاضر ہونے کا حکم دے دیا۔ چنانچہ دونوں عورتیں وقتِ مقررہ پر جب ننگے پاؤں تھانے میں پہنچیں تو کیچڑ کی وجہ سے دونوں کے پاؤں لت پت ہو گئے اس پر انسپکٹر پولیس نے چپڑاسی کو حکم دیا کہ دونوں کو ایک ایک لوٹا پانی کا لاکر دے دو تاکہ وہ دونوں اپنے پاؤں دھو کر کمرہ میں داخل ہوں۔ چپڑاسی نے دونوں کو ایک ایک لوٹا پانی کا لاکر دیا تو دُو گائیوں والی عورت نے آدھے لوٹے پانی سے ہی اپنے پاؤں اچھی طرح دھو لئے اور آدھا لوٹا واپس کر دیا مگر دس گائیوں والی عورت نے سارے لوٹے کا پانی آدھا پاؤں ہی دھو کر ختم کر دیا اس طرح اس نے دونوں پاؤں دھونے میں چار لوٹے صرف کئے۔

انسپکٹر پولیس نے جب یہ ماجرا دیکھا تو فوراً سمجھ گیا کہ دس گائیوں والی عورت واقعی فضول خرچ ہے۔ بس پھر کیا تھا دس گائیوں والی عورت کو یہ سزا دی گئی کہ ایک ہفتہ کے اندر اندر دُو گائیوں والی عورت کو دُوگنا گھی واپس کرے اور دُو سَو روپے حکومت کو جُرمانہ ادا کرے۔ اب تو یہ فضول خرچ عورت اپنی بُری عادت پر بہت پچھتائی۔

تو بچّو! اس سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ ہم کچھ نہ کچھ پس انداز کریں اور فضول خرچ نہ بنیں کیونکہ فضول خرچی کی عادت انسان کو ذلیل و خوار کرتی ہے۔

احمدی بچّوں کو خاص طور پر کچھ نہ کچھ رقم اپنے جیب خرچ سے جمع کر کے خدمتِ دین کے لئے چندہ کے طور پر دینی چاہیئے تاکہ وہ خدا تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے والے ہوں۔

(بقیہ صفحہ ۳۷) نے اس بچی کو دیکھا تو اسے بے حد صدمہ ہوا اور اس خاتون نے اپنے دل میں یہ تہیہ کر لیا کہ اس کو ضرور تعلیم دلائیں گی کیونکہ وہ بھی ایک دفعہ اندھی ہو چکی تھیں مگر علاج سے وہ ٹھیک ہو گئی تھیں اور وہ خدا کا شکر ادا کرنا چاہتی تھیں کہ خدا نے ان کو آنکھوں کا نور واپس کر دیا تھا انہوں نے ہیلن کیلر کو دریا کے کنارے لیجا کر پڑھانا شروع کیا۔ وہ ہیلن کا ہاتھ پانی میں لیجا کر کچھ الفاظ پانی کے ساتھ لکھتیں۔ کام بہت آہستہ تھا مگر مس سولیون نے تحمل سے کام لیا انہوں نے ہیلن کو اسی طرح دریاؤں اور پہاڑوں کی کہانیاں سنائیں اور نوبت یہانتک پہنچ گئی کہ اب ہیلن حساب میں بھی بہت ماہر ہو گئی تھی۔ آٹھ سال کی عمر میں وہ سکول میں داخل ہو گئی اس نے اپنے تمام امتحان اچھی طرح پاس کئے اور ہارورڈ یونیورسٹی میں وہ بہترین طالبعلموں میں شامل تھی اور اب ان خاتون کی عمر ۸۰ برس کی تھی اور وہ پاکستان صرف اس خاطر آئیں کہ اندھے بچّوں کی مدد کر سکیں۔ پس اے میرے تمام احمدی بہن بھائیو ہمیں بھی چاہیئے کہ بہت سی چیزیں آئیں خدا تعالیٰ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(باقی صفحہ ۳۷ کالم نمبر ۱ پر ملاحظہ فرمائیں)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نابینا عورت کا عزم

یہ ۱۹۵۶ء کا ذکر ہے کہ کراچی کے ہوائی اڈہ پر لوگوں کا ہجوم تھا۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ دُنیا کے ہر کونے سے لوگ آکر اس جگہ پر جمع ہوئے تھے۔ یہ سب لوگ بڑی شدّت سے جہاز کے آنے کا انتظار کر رہے تھے۔ ان لوگوں میں سے ایک لڑکی آمنہ بھی تھی۔ وہ اپنی اُستانی کے ساتھ آئی ہوئی تھی۔ اس دن خلافِ معمول دن بہت اچھا تھا اور جیسے تازہ ہوا کے جھونکے بھی آپس میں خوشی کا اظہار کر رہے ہوں۔ اچانک ہوائی جہاز ائرپورٹ پر نمودار ہُوا۔ سب کی نظریں اس جہاز کی جانب تھیں۔ آخر خدا خدا کرکے جہاز کا دروازہ کُھلا اور لوگوں نے باہر آنا شروع کر دیا۔ آخر میں ایک بوڑھی سی عورت اُتری۔ اس کو دیکھتے ہی ہجوم نے تالیاں بجانی شروع کر دیں۔ اس عورت کے ساتھ اس کی ایک سہیلی بھی تھی۔ اس بوڑھی عورت کا نام ہیلن کیلر تھا۔ اس نے اپنی سہیلی کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا۔ یوں معلوم ہوتا تھا جیسے وہ کچھ لکھ رہی ہو۔ پھر اس کی سہیلی مجمع سے مخاطب ہوئی اور کہا کہ ہیلن کیلر کا کہنا ہے کہ وہ پاکستان آکر بہت خوش ہیں اور ان تمام لوگوں کا شکریہ ادا کرتی ہیں جو ہوائی اڈہ پر ان کو خوش آمدید کہنے کے لئے آئے ہیں۔ اس کے بعد وہ دونوں کار میں بیٹھ کر چلی گئیں۔ آمنہ کو یوں محسوس ہُوا جیسے کہ وہ ابھی رو دے گی کیونکہ اس نے ہیلن کیلر کے حالاتِ زندگی کے متعلق ایک کتاب پڑھ رکھی تھی۔ اس نے سوچا کہ کس قدر بہادر عورت ہے جس نے اندھے اور بہرے ہونے کے باوجود دُنیا کو یہ بات ثابت کر دکھائی کہ اگر انسان میں ہمّت ہو تو وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔ ہیلن کیلر بچپن میں سب کچھ سُن سکتی تھی اور سب کچھ دیکھ سکتی تھی مگر قدرت کو کچھ اَور ہی منظور تھا۔ فروری ۱۸۸۲ء میں ننھّی ہیلن سخت بیمار ہو گئی۔ ڈاکٹروں کا کہنا تھا کہ وہ بالکل نہیں بچ سکتی مگر اس کی زندگی کے ابھی بہت سے دن باقی تھے اور وہ ٹھیک ہو گئی مگر بہری اور نابینا ہو گئی۔ ماں باپ کی اکلوتی بیٹی تھی۔ انکو اس بات کا بہت صدمہ تھا۔ جب وہ سات برس کی ہوئی تو اس کی زندگی میں ایک بہت بڑا انقلاب آیا۔ ہیلن کیلر کے باپ نے ہیلن کو ایک عورت جس کا نام مِس سولیوون تھا کے سپرد کر دیا۔ کیونکہ اسکی ماں مر چکی تھی۔ مِس سولیوون

(باقی صـ۳۶ پر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اطفال الاحمدیہ کی خبریں

(۱)

اطفال الاحمدیہ لائلپور شہر کی عید ملن پارٹی

مورخہ ۲۹۔ جنوری ۱۹۷۲ء کو یہ عید ملن پارٹی حلقہ زرعی یونیورسٹی میں منعقد ہوئی اس پارٹی کا آغاز تلاوتِ کلامِ پاک سے ہوا جو کہ محمد ایوب طفل نے کی اس کے بعد مکرم و محترم میاں مبارک احمد صاحب نائب قائد نے افتتاحی دعا کرائی اور پروگرام کا آغاز ہوا۔ سب سے پہلے ایک فٹ بال میچ ہوا جو کہ حلقہ جناح کالونی، مسجد فضل اور حلقہ زرعی یونیورسٹی، گلبرگ کالونی کے درمیان ہوا۔ اس کے بعد ایک دوسرا فٹ بال کا میچ ہوا جو کہ حلقہ پیپلز کالونی، کینال کالونی اور حلقہ جھال خانو آنہ، پٹالہ کالونی کے درمیان ہوا۔ اس کے بعد تیسرا فٹ بال کا میچ ہوا جو کہ معیارِ صغیر اطفال کے درمیان ہوا۔ چوتھا اور آخری فٹ بال کا میچ مجلسِ عاملہ لائل پور شہر کا ہوا جو کہ بہت ہی دلچسپ اور قابلِ دید تھا۔ اس کے بعد دوڑیں ہوئیں۔ پہلے معیارِ کبیر کے اطفال نے سو گز کی دوڑ میں حصّہ لیا جس میں عبدالواسع حلقہ جناح کالونی (اوّل) اور عبدالواسع حلقہ پیپلز کالونی دوم رہے۔ اس کے بعد معیارِ صغیر کے اطفال میں ۱۰۰ گز کی دوڑ کا مقابلہ ہوا جس میں اوّل انعام انجم شہزاد حلقہ کینال کالونی نے حاصل کیا اور بابر حمید حلقہ جناح کالونی دوم رہے۔ اس کے بعد ایک ۴۴۰ گز کی دوڑ ہوئی جس میں صرف معیارِ کبیر کے اطفال نے حصّہ لیا اور اس دوڑ میں اوّل اور دوم آنے والوں کو محترم میاں مبارک احمد صاحب (نائب قائد) نے اپنی جیب سے نقد انعامات دیئے۔ اِس دوڑ میں معیارِ کبیر کے تمام اطفال نے حصّہ لیا۔ بعدازاں مقابلہ غلیل ہوا جس میں ۴۵ اطفال نے حصّہ لیا اور اس میں نصیر احمد صاحب اوّل اور عبدالماجد صاحب اور افتخار احمد صاحب دوم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رہے۔ اس کے بعد تلاوتِ قرآنِ پاک کا مقابلہ ہوُا جس میں ظفر اقبال حلقہ جناح کالونی اوّل اور نعیم احمد حلقہ پیپلز کالونی دوم رہے۔ بعد میں لطائف اور بیت بازی کا پروگرام ہوُا۔ اب کھانے کا وقت ہو چکا تھا اور کھانا بھی تیار تھا لہذا بچّوں کو کھانا کھلایا گیا اور نماز ظہر و عصر ادا کی۔ نماز کے بعد دوبارہ پھر پروگرام تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوُا بعد میں اطفال نے عہد دُہرایا اور تقاریر کے مقابلے شروع ہو گئے۔ تقاریر میں اوّل ظفر اقبال اور دوم ماجد کریم آئے۔ اس کے بعد مقابلہ نظم شروع ہوُا جس میں نعیم احمد اوّل اور ظفر اقبال دوم رہے۔ اس کے بعد مقابلہ اذان ہوُا جس میں ۲۶ اطفال نے حصّہ لیا۔ عبدالماجد اوّل، بابر حمید اور رفیق احمد طاہر دوم رہے۔ بعد میں عام دینی معلومات کا مقابلہ ہوُا جس میں بہت دلچسپ سوالات پوچھے گئے۔ اوّل انعام نعیم احمد حلقہ جھال خانوآنہ کو دیا اور دوم عبدالمجید حلقہ پیپلز کالونی آئے۔

آخر میں محترم میاں مبارک احمد صاحب (نائب قائد) نے اختتامی تقریر کی اور بچّوں میں مٹھائی تقسیم کی گئی اور دعا کے بعد اجلاس برخاست ہوُا۔ یہ عید ملن پارٹی بہت کامیابی سے ہوئی۔ موسم بھی بہت اچھا تھا۔ کھیلوں کے دوران بالکل بارش نہیں ہوئی علمی مقابلوں کے دوران ہلکی ہلکی بوندیں پڑ رہی تھیں اور ہمارا پروگرام ایک شیڈ کے نیچے بہت ہی اچھے انداز سے ہو رہا تھا۔ اس پروگرام میں مجلسِ عاملہ کے اراکین کو بھی دعوت دی گئی تھی۔ حاضری بھی بہت اچھی تھی۔ پروگرام کے دوران اطفال کی تعداد ۷۱ تھی اور خدّام کی تعداد ۲۹۔ ایک انصار بزرگ بھی تشریف لائے ہوئے تھے اِس طرح کُل تعداد ۱۰۱ تک پہنچ گئی۔

(ناظم اطفال مجلس خدام الاحمدیہ لائل پور)

(۲)

اطفال الاحمدیہ فیکٹری ایریا ربوہ کے علمی و ورزشی مقابلے

علمی مقابلے :۔ علمی مقابلوں میں تلاوت، نظم، تقریر، بیت بازی اور عام دینی معلومات کے مقابلے منعقد ہوئے جن میں اطفال نے بہت دلچسپی کے ساتھ کثیر تعداد میں شرکت کی اور ایک دوسرے سے سبقت لیجانے میں کوئی کسر باقی نہ چھوڑی۔ اوّل اور دوم آنے والے اطفال میں انعامات تقسیم کئے گئے سب سے پہلے تلاوت کا مقابلہ ہوُا جس میں پچیس اطفال نے جوش و خروش کے ساتھ حصّہ لیا۔ ان میں سے عارف محمود اوّل اور طاہر محمود بشیر دوم قرار پائے۔ اس کے بعد نظم کا مقابلہ ہوُا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اِس مقابلہ میں اٹھارہ اطفال نے اوّل اور دوم پوزیشن حاصل کرنے کی پوری کوشش کی مگر طاہر محمود بشیر اور عارف محمود نے کسی کو بڑھنے نہ دیا۔

تقریری مقابلہ بھی دلچسپی سے بھرپور تھا دس مقررین شامل ہوئے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا کسی نے ان سب میں تقریر کرنے کا مادہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ جب کوئی مقرر تقریر ختم کرتا تو مسجد حَبَّذَ اور جیّد کے نعروں سے گونج جاتی۔ جب مقابلہ ختم ہوا تو تمام سامعین کی نگاہیں منصفین کے فیصلے کا انتظار کرنے لگیں۔ فیصلہ یہ سُنایا گیا کہ جلیل احمد شریف اور عارف محمود سب سے بازی جیت گئے ہیں۔

بیت بازی کے مقابلہ میں چالیس اطفال نے شرکت کی جن میں سے طارق احمد ارشد اوّل اور ضیاء اللہ مبشر دوم قرار پائے۔

آخری مقابلہ دینی معلومات کا ہوا۔ ہر طفل سے مختلف سوالات کئے گئے۔ اِس مقابلہ میں طاہر محمود بشیر اور شاہد جمیل نے اوّل اور دوم پوزیشن حاصل کی۔

کبڈی میچ :۔ علمی مقابلوں کے ساتھ ساتھ اطفال نے ورزشی مقابلوں میں بھی پورا پورا نام پیدا کیا۔ کبڈی کا ایک نمائشی میچ کھلایا گیا جو کہ نہایت ہی دلچسپ تھا۔ شائقین بھی کثیر تعداد میں موجود تھے۔ بعض شائقین نے اطفال کو اچھے کھیل کا مظاہرہ کرنے پر نقد انعامات دیئے۔

تقریب تقسیم انعامات

۶ فروری ۱۹۷۲ء کو بعد نماز مغرب تقسیم انعامات کی تقریب منعقد ہوئی جس میں خاکسار اور ناظم صاحب اطفال نے شرکت کی۔ تلاوت قرآن کریم سے کارروائی شروع ہوئی عہد دُہرایا گیا اور ایک طفل نے خوش الحانی سے نظم پڑھی۔ نظم کے بعد حسبِ پروگرام ناظم صاحب اطفال نے انعامات تقسیم کئے اور نہایت ہی پُر اثر خطاب فرمایا۔ آپ نے مجلس کی بیداری کو سراہتے ہوئے مزید تیز ہونے کا ارشاد فرمایا۔ آپ نے فرمایا کہ آپ بچّوں نے بڑے ہو کر دُنیا کا معلّم بننا ہے نیز آپ کا کام دُنیا کے دِلوں کو فتح کرنا ہے پس اپنے آپ کو ایسے سانچے میں ڈھالو کہ دُنیا خود بخود تمہاری طرف کھنچی چلی آئے۔

آپ کی تقریر اطفال نے بڑے غور اور سکون سے سُنی یہاں تک کہ ایک دفعہ لائٹ بند ہو گئی لائٹ بند ہونے سے بھی اطفال کے سکون میں کوئی خلل واقع نہ ہوا۔

آخر دعا کے ساتھ اجلاس ختم ہوا۔ اجلاس میں ۹۵ فیصد اطفال حاضر تھے نیز اطفال کے علاوہ دس دیگر احباب بھی جلسہ کی رونق کو دوبالا کرنے کا موجب ہوئے۔ (سیکرٹری عمومی مجلس اطفال الاحمدیہ ربوہ)

Regd. No. L. 7128 March 1972 C.E. Aman 1351 A.H.

Monthly Tash-heez-ul-Azhan Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمدی بچوں اور بچیوں کا دِل پسند ماہنامہ

تشحیذ الاذہان ربوہ

یہ رسالہ ابتداءً سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۱۹۰۶ء میں جاری فرمایا تھا۔ اور اب یہ مجلسِ خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے زیرِ نگرانی احمدی بچوں اور بچیوں کیلئے ہر ماہ باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے اور دن بدن مقبولیت حاصل کرتا جا رہا ہے۔

تشحیذ الاذہان میں آپ کیا پائینگے ؟

◉ قرآن پاک اور احادیث میں سے پیارے پیارے پر حکمت کلمات ◉ حضرت مسیح موعودؑ اور آپ کے خلفاء کے رُوح پرور ملفوظات ◉ بزرگوں اور دیگر بڑی شخصیتوں کے زرّیں اقوال ◉ اسلام اور احمدیت سے واقفیت پیدا کرنے والے عُمدہ مضامین ◉ اچھی اچھی دِلوں کو لبھانے والی نظمیں ◉ بلند اخلاق پیدا کرنے والے مفید تربیتی مضامین ◉ نصیحت آموز دلچسپ کہانیاں اور تاریخی واقعات ◉ مفید و دلچسپ علمی و سائنسی معلومات ◉ دماغی ورزشیں اور بے اختیار ہنسا دینے والے لطائف ——————

اور ان سب کے علاوہ دیگر بہت سے مفید اور بے حد دلچسپ کالم ؛

سال بھر کے رسالوں کی کل قیمت صرف پانچ روپے

جُملہ خط و کتابت بنام

مینجر رسالہ "تشحیذ الاذہان" - ربوہ ؛

Nusrat Art Press, Rabwah.